میری نماز

مولانا محمد ادریس انصاری

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میری نماز

مصنفہ

مولانا محمد ادریس انصاری

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner

فہرست مضامین

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

عرضِ مصنّف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص انسانوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں۔ احقر نے چند ماہ پہلے "مسلمان بیوی" "مسلمان خاوند" دو رسالے لکھے تھے جو شائع ہو چکے خدا جانے وہ کیوں مقبول ہوئے۔ بظاہر اس میں مقبولیت کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ بس اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زبان میں فارسی اور عربی کے دقیق الفاظ نہیں اور اس کی زبان اتنی سادہ ہے کہ عورتیں اور دیہات کے جاہل بھی اس کے ایک ایک لفظ کو سُن کر یا پڑھ کر بے تکلف سمجھ سکتے ہیں۔ بلکہ بعض حضرات نے تو ان کو اتنا پسند فرمایا کہ اپنی بچیوں کو سبقاً سبقاً پڑھانے لگے تاکہ لڑکیوں کے ذہن میں پہلے سے بیٹھ جائے اور وہ آئندہ زن و شوہر کی زندگی کا اصلی لطف اُٹھا سکیں۔ اس مقبولیتِ عامہ کو دیکھ کر حضرت مولانا حافظ مقبول احمد صاحب گنگوہی (جو میرے استاد اور میرے حضرت کے خلیفۂ اوّل ہیں) نے فرمایا کہ اسی طرح سادی زبان میں نماز کے متعلق ایسی کتاب لکھو جو نمازیوں کو یکساں مفید ہو۔ چنانچہ میں نے ان کی تعمیلِ ارشاد میں یہ رسالہ لکھا۔ سب سے زیادہ تو حافظ صاحب مستحقِ شکریہ ہیں جو اس رسالہ کے وجود کے سببِ اوّل ہیں۔ پھر وہ حضرات ہیں جن کی تالیفات اور مضامین سے میں نے فائدہ اٹھایا۔ ان میں سب سے زیادہ مستحقِ شکریہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دہلوی ہیں کہ زیادہ تر آپ ہی کی علمی تحقیقات کا یہ رسالہ رہینِ منّت ہے اور پھر حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی اور پھر حجۃ الاسلام امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو نور سے بھر دے اور ان بابرکت ہستیوں کے طفیل اس رسالہ کو قبول فرما دے۔ آمین

بندہ محمد ادریس انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

نماز کے معنیٰ

نماز کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ صلوٰۃ یا تو صَلیؔ سے بنایا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ ٹیڑھی لکڑی کو آگ سے گرمی اور سینک پہنچا کر سیدھا کیا جائے۔ اور نماز کو صلوٰۃ اس مناسبت سے کہتے ہیں، کہ انسان میں نفس امارہ کے باعث کجی اور ٹیڑھا پن موجود ہے۔ اس لیے اس کو حکم دیا گیا کہ نماز پڑھے تاکہ اس کو عظمت و ہیبت خداوندی کی حرارت و گرمی پہنچ کر اس کا ٹیڑھا پن و کجی دور ہو جائے۔ اور وہ آگ سے سیدھے کیے ہوئے بانس کی طرح سیدھا بن جائے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ "نماز تمام برائیوں سے روک کر انسان کو آدمیت کی حدود میں داخل کر دیتی ہے"۔ اور اس کو سیدھے بانس کی طرح کر دیتی ہے۔ (۲) صلوٰۃ یا صلۃٌ سے بنائی گئی۔ اور صلۃ عربی میں تعلق کو کہتے ہیں پس اس صورت میں نماز کو صلوٰۃ اس بنا پر کہتے ہیں کہ یہ عبادت مولا اور اس کے بندہ کے درمیان خاص تعلق پیدا کرنے والی ہے، جو اور کسی عبادت سے حاصل نہیں ہوتا۔

اور جو شخص مولا سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ اختیار نہ کرے وہ مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ "نماز مومن کی معراج ہے"

اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْاِسْلَامِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ (حدیث) "مسلمان اور کافر کے درمیان فرق اور سرحد نماز ہے"

Scanned with CamScanner

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

لِکُلِّ شَیْءٍ عَلَمٌ وَعَلَمُ الْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ ط "ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علامت ہوتی ہے، اور ایمان کی خاص علامت یعنی پہچان نماز ہے"

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ گھر میں تشریف لاتے اور گھر والوں سے بے تکلفی کی باتیں کرتے رہتے لیکن جب اذان کی آواز آتی اور نماز کا وقت ہوتا تو ہمہ تن نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم سے ایسے بے تعلق ہو جاتے جیسے کہ پہلے سے ہماری اور آپ کی شناسائی ہی نہیں۔ گویا کہ ہم اور آپ بالکل اجنبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم میں کوئی جان پہچان ہی نہیں۔ کیونکہ نماز اللہ اور اس کے بندہ کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہے۔ اور مولا کے حصول میں اگر دنیا و مافیہا بھی فوت ہو جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ پھر بیوی اور بچے تو کس شمار میں ہے

قیمت خود ہر دو عالم گفتۂ ... نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

دونوں جہاں تو نے اپنی قیمت بتائی۔ لیکن میں تو کہتا ہوں کہ قیمت بڑھائیے کیونکہ اگر دونوں جہان دے کر بھی آپ مل جائیں تو بھی سودا بہت سستا ہے۔ حضرت حسن رضؓ سے کسی نے کہا، تہجد پڑھنے والوں کے چہرے کس قدر نورانی ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تعجب کی کیا بات ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی خلوتِ خاص حاصل کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اپنے نور میں سے کچھ حصہ ان لوگوں کو عنایت فرما دیتے ہیں۔

پہلے زمانہ کے چند نمازی

(۱) رابعہ بصریہ عدویہ رضؓ چوبیس گھنٹہ رات دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور یہ فرمایا کرتی تھیں کہ بخدا اتنی نماز پڑھنے سے میری غرض ثواب حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ یہ چند رکعتیں اس

لیے پڑھ لیتی ہوں تاکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء علیہم السلام کے سامنے قیامت کے روز یہ فرما کر سُرخرو ہوں کہ دیکھو میری اُمت کی ایک ادنیٰ سی عورت کی یہ عبادت تھی۔

(۲) ایک شخص کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہم کو ایک روٹی پکانے والی کی ضرورت ہوئی۔ میں اس خیال سے بازار گیا کہ کوئی باندی خرید کر لاؤں تاکہ میری ضرورت پوری ہو۔ اتفاق سے ایک باندی خرید کر لی جو نہایت ہی ارزاں اور کم قیمت تھی لیکن اس کی صورت پر وحشی پن برستا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ کسی معشوق کے فراق میں مبتلا ہے۔ دن تو گذر گیا جب رات آئی تو عشاء کے بعد اس نے نماز شروع کر دی۔ اور پہلی رکعت میں تمام سورۂ بقرہ (ڈھائی پارہ) ختم کی اور قرآن شریف ایسا ذوق وشوق سے پڑھتی تھی کہ ایسی قرات میں نے اپنی تمام عمر میں بہت کم سُنی ہو گی۔ دوسری رکعت شروع کی اور اس میں سورۂ آلِ عمران (سوا پارہ) ختم کی۔ تیسری رکعت شروع کی اور اس میں پوری سورۂ نساء ختم کی یعنی ڈیڑھ پارہ ختم کیا۔ میں حیران ہو کر اور اس کی کیفیت دیکھ رہا تھا کہ شاید سوا پانچ پارہ ختم کر کے سانس لے گی لیکن اس اللہ کی بندی نے اب دوبارہ نیت باندھی اور جب پڑھتے پڑھتے سورۂ ابراہیم کے تیرھویں پارہ کی اس آیت پر آئی:-

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

"دوزخیوں کو پیپ اور کچ لہو گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا جائے گا۔ لیکن وہ آسانی سے اُس کو نگل نہ سکیں گے۔ اور ہر طرف مُوت کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہوں گی لیکن اس کمبخت

Scanned with CamScanner

پر باوجود اس قدر مصیبتوں کے موت بھی نہ آئے گی اور اسی طرح سخت عذاب میں گھرا ہوا رہے گا۔"

اس کے پڑھتے ہی فوراً بے ہوش ہو کر زمین پر دھم سے گر پڑی۔ میرے گھر والے گھبرا کر اس کو اٹھانے کے لیے دوڑے نزدیک پہنچ کر دیکھا کہ وہ جاں بحق ہو چکی تھی اور جسم بے جان پڑا ہوا تھا۔ (روض الریاحین)۔

(۳) ایک شخص کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون مصری کے پیچھے ایک روز نماز پڑھی۔ آپ نے تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھائے تو صرف اللہ کہہ کر چپ چاپ حیران و متحیر سکتہ کے عالم میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا جسم تو موجود ہے لیکن روح پرواز کر گئی۔ پھر کچھ دیر بعد دوبارہ اللہ اکبر کہا اور اب کی دفعہ کچھ اس سوز کے ساتھ اللہ اکبر کہا کہ ہیبت کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرا کلیجہ نکلا جا رہا ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب بیت اللہ میں نماز پڑھا کرتے تھے تو حرم شریف کے کبوتر یہ خیال کر کے کہ یہ سوکھا ہوا درخت کھڑا ہے، آپ کے اوپر بیٹھ جاتے۔ کیونکہ ہیبت و عظمت خداوندی کے باعث سوکھے درخت کی طرح آپ بالکل بے حس و حرکت کھڑے رہتے تھے۔

(۵) حضرت ابراہیم بن شریکؒ کے سجدہ کی کیفیت یہ تھی کہ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو جانور آپ کو مٹی کا ٹیلہ خیال کر کے آپ کی پشت پر بیٹھ جاتے تھے۔

(۶) حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں اس قدر کھڑے ہوتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک دیر تک کھڑا رہنے کی وجہ سے سوج جاتے

Scanned with CamScanner

تھے۔ حالانکہ آپ معصوم اور بالکل بے گناہ تھے۔ اور رونے کی وجہ سے آپ کے مصلیٰ پر آنکھوں سے اس طرح آنسو ٹپکتے تھے جیسے کہ ہلکی ہلکی بارش میں بوندیں پڑا کرتی ہیں۔

(۷) حضرت صفوانؒ نے چالیس سال اپنی کمر زمین سے نہیں لگائی (بالکل نہیں لیٹے) اور سجدہ کرتے کرتے آپ کی پیشانی کا گوشت اُڑ گیا تھا۔ اور سجدہ کی جگہ پیشانی کی ہڈی ہی نظر آتی تھی۔

(۸) حضرت اُویس قرنیؒ ساری رات نہیں سوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ فرشتے تو عبادت کرتے کرتے تھکتے نہیں اور ہم اشرف المخلوقات ہو کر تھک جائیں اور آرام کی نیند سو جائیں۔

(۹) حضرت محمد بن المکندرؒ نے اپنی رات کو تین حصّوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصّہ ماں کی خدمت کے لیے دوسرا حصّہ بہن کی خدمت کے لیے تو تیسرا حصّہ عبادت کے لیے جب ان کی بہن کا انتقال ہو گیا اب رات کے دو حصّے کر دیے ایک والدہ کی خدمت کے لیے دوسرا عبادت کے لیے۔ جب والدہ کا انتقال ہو گیا تو ساری رات اللہ کی عبادت (نماز) میں گزارتے تھے۔

(۱۰) حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالےٰ نے وحی بھیجی، اے داؤد، جھوٹا ہے وہ شخص جو میری محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آجائے تو سو جائے، کیا ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا۔

(۱۱) حضرت مسلم بن بشارؒ جب گھر میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو بال بچّوں سے فرما دیتے کہ تم اپنی باتیں جس طرح چاہو کرو، کیونکہ مجھ کو نماز میں تمہاری بات چیت بالکل سنائی نہیں دیتی۔ چنانچہ جب آپ نماز کی نیت باندھتے تو بال بچّے خوب بات چیت کرتے

اور شور مچاتے ۔ حالانکہ آپ کے رعب کا یہ عالم تھا کہ جب باہر سے گھر میں تشریف لاتے تو گھر والے آپ کے رعب کی وجہ سے بالکل خاموش ہو جاتے تھے ۔ لیکن نماز میں کچھ اس طرح مولا کے خیال میں مستغرق ہوتے کہ بال بچوں کے شور کا آپ کو قطعاً علم نہ ہوتا اسی کیفیت کو عارف رومی فرماتے ہیں ؎

اوچو با تکبیر ہا مقروں شدند

ہم چو بسمل از جہاں بیروں شدند

یعنی پکے نمازی جب اللہ اکبر کہتے ہیں تو محویت کے عالم میں اس جہان سے ایسے بے تعلق ہو جاتے ہیں جیسے کہ مردہ اس جہان سے بے تعلق ہو جاتا ہے ۔

ایک دفعہ یہی حضرت اپنے مکان کے کمرہ میں نماز پڑھ رہے تھے ۔ اتفاق سے اس کمرہ کے کسی کونہ میں آگ لگ گئی ۔ آپ برابر نماز میں مشغول رہے ۔ سلام پھیرنے کے بعد گھر والوں نے عرض کیا ۔ حضرت تمام محلے والے آگ بجھانے کے لیے جمع ہو گئے لیکن آپ نے نماز نہ چھوڑی ۔ حالانکہ ایسے وقت تو فرض نماز کی نیت توڑنا بھی جائز ہے ۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور نیت توڑ دیتا ۔ واللہ مجھے تو آگ لگنے کا قطعاً علم نہیں ہوا ۔

(۱۲) چار بزرگوں نے ایک رکعت نماز میں تمام قرآن شریف ختم کیا ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ، حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن جبیر، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۔

(۱۳) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات نماز پڑھی ۔ صبح کو دیکھا گیا، کہ آپ کی نماز کی جگہ ایسا تازہ خون پڑا ہوا تھا جیسے کہ ابھی بکرا ذبح کیا ہو ۔ آپ کے مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت رات کی کچھ کیفیت ہمیں بھی بتلائیے شاید ہم کو بھی اس سے کچھ فائدہ پہنچے

آپ نے فرمایا کہ رات کو نماز کی نیت باندھی تھی عرش الٰہی کے سامنے پہنچا۔ دیکھا کہ عرش الٰہی ہانپ رہا ہے جیسا کہ جانور تھک کر ہانپنے لگتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ میرے محبوب کا یعنی رب العالمین کا پتہ بتا کیونکہ ہم کو بتلایا گیا ہے،

"اللہ عرش کے پاس ہے" اب تو بتا کہ میرا محبوب کہاں ہے۔ عرش نے کہا کہ اے بایزید تم کو یہ بتایا گیا کہ اللہ عرش کے پاس ہے اور عرش سے یہ کہا گیا کہ ربُّ العالمین مومنوں کے پاس ہے۔ عرش کی یہ بات سن کر مجھ پر وجد اور بے خودی طاری ہو گئی۔

(۱۴) حضرت ابن عباسؓ کی جب آنکھیں جاتی رہیں اور آپ نابینا ہو گئے تو لوگوں نے عرض کیا حضور اپنی آنکھیں بنوا لیجئے لیکن آپ کو کچھ روز نماز چھوڑنا پڑے گی۔ کیونکہ ان ایام میں حرکت مضر پڑے گی چند روز تک چت لیٹنا پڑے گا۔ آپ نے یہ بات سن کر فرمایا یہ کام مجھ سے کبھی نہ ہو گا۔ کیونکہ میرے آقا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہایت غصہ و غضب کے ساتھ ملاقات کرے گا" لوگو مجھے اندھا رہنا منظور ہے لیکن خدا کے غضب اور غصہ کو کیسے برداشت کروں گا۔ (ترغیب)

یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بحالت نابینا اپنے ساتھ ایک لڑکا رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت آجاتا تو اس کو ساتھ لے کر مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن یہ لڑکا اتفاق سے نہیں آیا اور نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے اس کو آواز بھی دی لیکن وہ ہوتا تو جواب دیتا۔ آپ نے نماز کے شوق میں بے چین ہو کر جناب الٰہی میں دعا کی۔ اے اللہ یہ نابینا ہونا مجھے قیامت میں رسوا اور شرمسار نہ کرے۔ اے اللہ مجھے قیامت

میں رسوائی اور شرمساری سے بچالے۔ اس دعا کی برکت سے اسی وقت آپ کی آنکھیں روشن ہوگئیں آپ خدا کا شکر کرتے ہوئے خود مسجد میں چلے گئے اور جب نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے تو پھر نابینا ہو گئے۔ اور پھر تو روز ایسا ہی ہوتا جب نماز کا وقت آتا آپ کی آنکھیں روشن ہو جاتیں اور جب نماز سے فارغ ہو کر اپنے درِ دولت پر تشریف لاتے تو پھر نابینا ہو جاتے۔ اور آخری وقت تک آپ کا یہی حال رہا۔ (شواہد النبوۃ)

(۱۵) حضرت حاتم اصمؒ سے عاصم بن یوسف نے دریافت کیا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑی احتیاط کے ساتھ وضو کرتا ہوں کہ کوئی سنّت اور مستحب چھوٹ نہ جائے وضو کر کے جائے نماز پر کھڑا ہوتا ہوں، کعبہ کو اپنے منہ کے سامنے، رب العالمین کو اپنے سر پر حاضر جانتا ہوں، جنّت کو اپنی داہنی طرف اور دوزخ کو بائیں طرف، ملک الموت کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں، پھر نماز کو اپنی آخری نماز تصوّر کرتا ہوں، بڑی تعظیم سے اللہ اکبر کہتا ہوں، نہایت ادب کے ساتھ قرأت پڑھتا ہوں، بڑے غور اور تامّل کے ساتھ قرآن سنتا اور سمجھتا ہوں۔ پھر نہایت تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں اور انتہائی انکساری اور عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، نہایت انکساری کے ساتھ گردن جھکا کر التحیات پڑھتا ہوں، پوری امید کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ خوف الٰہی کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں اور نماز قبول ہونے کی امید اور نہ قبول ہونے کا ڈر دل میں رکھ کر نماز سے فارغ ہوتا ہوں اور آئندہ ساری عمر ایسی نماز پڑھنے کا عہد اپنے دل میں کرتا ہوں۔ اور پورے تیس سال سے اسی طرح نماز پڑھتا ہوں۔ عاصم بن یوسف یہ باتیں سن کر چیخیں مار مار کر روتے تھے اور افسوس کے ساتھ کہے جاتے تھے، ہائے ہم سے تو اس طرح کی ایک نماز بھی کبھی ادا نہ ہوئی۔ (روح البیان)

(۱۶) حضرت امام زین العابدین جب نماز کے لیے وضو کرتے تو خوفِ خداوندی کے باعث آپ کا چہرہ زرد پڑ جاتا۔ جب نماز کی نیت باندھتے تو آپ کو جاڑا چڑھ جاتا اور اس کی وجہ سے آپ تھر تھر کانپنے لگتے۔ کسی نے عرض کیا حضور نماز میں آپ کی یہ حالت کیوں ہو جاتی ہے؟ فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں ایک ایسے شہنشاہ کے سامنے حاضر ہوتا ہوں جس کے غضب سے کہیں بھی پناہ نہیں۔ اس لیے احکم الحاکمین کے خوف سے میری یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ مبادا حاضری کے وقت کسی قسم کی کوئی بے ادبی یا گستاخی نہ ہو جائے۔

یہی حضرت زین العابدین ایک روز مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے یکایک مسجد کے چھپّر میں آگ لگ گئی اور آناً فاناً بھڑک اٹھی۔ آپ برابر نماز میں مشغول رہے یہ واقعہ دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے۔ بہت شور مچایا لیکن آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ اور جب خود نماز سے فارغ ہوئے اور باہر تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم نے اتنی زور کی آوازیں دیں لیکن آپ نے کوئی پرواہ بھی نہ کی۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کیوں تم کیا کہتے تھے۔ عرض کیا گیا حضور مسجد میں آگ لگ گئی تھی ہر چند ہم نے کوشش کی کہ آپ نیّت توڑ دیں اور آگ سے بچ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھے دنیا کی آگ سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے مگر میں اس وقت دربار میں کھڑا ہوا خدا کی آگ سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر مجھے دنیا کی آگ سے بچنے کی کیا پرواہ ہوتی۔

(۱۷) حضرت سفیان ثوریؒ ایک دن خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدہ میں گئے تو کسی دشمن نے آکر آپ کے ایک پاؤں کی دو انگلیاں اور

دوسرے پاؤں کی پانچ انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ جب سلام پھیرا تو اول نماز کی جگہ خون پڑا ہوا دیکھا اور پھر پاؤں میں تکلیف محسوس کی تب معلوم ہوا کسی شخص نے میری انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ (سبحان اللہ کیا نماز ہو گی اور اس کی کیفیات کیا ہوں گی)

(۱۸) ایک عورت نے گھر کا تنور جلایا۔ جلا کر نماز پڑھنے لگی اور خیال یہ تھا کہ نماز پڑھ کر روٹی پکاؤں گی۔ اس عورت کا دو اڑھائی سال کا بچہ کھیل رہا تھا۔ شیطان آیا اور اس بچہ کو تنور کے قریب پہنچا کر اس نمازی عورت کے پاس آکر کہنے لگا، دیکھ تیرا بچہ تنور کے قریب چلا، تو نماز توڑ کر بچہ کو وہاں سے اُٹھا لے ایسا نہ ہو کہ بچہ تنور میں گر کر جل جائے۔ اُس عورت نے بالکل خیال نہ کیا اور بدستور نماز پڑھتی رہی۔ شیطان کو بہت غصہ آیا، اور جلدی سے اُٹھا کر بچہ کو تنور میں پھینک دیا اور آکر اس عورت کو کہنے لگا کہ تو نماز پڑھ رہی ہے اور تیرا بچہ تنور میں گر گیا۔ جلدی دوڑ، شاید ابھی جان باقی ہو اور وہ سسکتا ہوا مل جائے۔ اری کمبخت نماز تو پھر بھی پڑھ سکتی ہے اگر بچہ مر گیا تو پھر نصیب نہ ہو گا۔ شیطان نے اپنی سی سب کچھ کہی، لیکن عورت کو ذرا برابر نماز میں کوئی لغزش کی بات پیدا نہ ہوئی اور بدستور بے خودی اور محویت کے عالم میں نماز پڑھتی رہی۔ شیطان عورت کی ثابت قدمی دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور وہاں سے اپنا سا منہ لے کر چلا گیا۔ جب یہ عورت نماز سے فارغ ہوئی نہایت اطمینان کے ساتھ تنور کے پاس گئی۔ دیکھا کہ بچہ تنور میں پڑا ہوا ہے آگ بھڑک رہی ہے اور بچہ انگاروں سے کھیل رہا ہے۔ ایک انگارا بچے نے اُٹھا کر مُنہ میں رکھ لیا تو وہ انگارا یاقوت بن گیا۔

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ "جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا۔" (حدیث)

(۱۹) رابعہ عدویہؒ نے آٹا گوندھا اور پھر نماز کی نیت باندھی اور نماز پڑھنے لگیں۔ نماز کے اندر آٹے کا خیال آیا کہ ڈھک کر نہیں رکھا۔ اس رات کو سو سوتی ہیں تو خواب میں دیکھتی ہیں کہ جنت میں محل میرے لیے بنایا گیا ہے۔ سارا محل بہت خوبصورت ہے عالیشان ہے، لیکن اس کے سارے کنگرے گر گئے ہیں۔ میں نے عرض کی الٰہی ان کو کیا ہوا یہ کیوں گر گئے ہیں۔ آواز آئی جس وقت تو نے نماز میں آٹے کا خیال کیا تھا اور ہمارے خیال و دھیان کو چھوڑ کر آٹے کا خیال آیا تھا اسی وقت یہ کنگرے گر گئے۔ اب جس آٹے کا خیال آیا تھا وہی آٹا ان کنگروں کو بنائے گا۔ اور آٹے میں کہاں طاقت، کہ وہ ایک کنگرہ بھی بنا سکے۔ لہٰذا آٹے کے خیال سے ان کے محل میں اتنا نقصان پڑ گیا۔

(۲۰) حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری جماعت کی نماز جاتی رہی۔ اس کے افسوس کرنے کے لیے میرے پاس صرف ابو اسحاق بخاری ہی تشریف لائے۔ حالانکہ اگر میرا بچہ مر جاتا تو افسوس کے لیے ایک ہزار آدمی سے زیادہ آتے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک دنیا کی مصیبت کے مقابلے میں دین کی مصیبت کوئی وقعت اور اہمیت نہیں رکھتی اور سلف (ہم سے پہلے لوگوں) کا یہ دستور تھا کہ جب ان سے تکبیر اولیٰ جاتی رہتی تو اس کے افسوس اور سوگ کے لیے تین دن تک تعلق اور کنبہ رشتہ والے آیا کرتے تھے اور جب کبھی جماعت جاتی رہتی تو سات روز تک سوگ اور غم منایا کرتے تھے۔

نماز کے اہم ترین عبادت ہونے کی وجہ

(۱) اسلام کے تمام فرائض، حج، زکوٰۃ، روزہ وغیرہ زمین پر فرض ہوئے اور نماز آسمان ہی پر فرض نہیں ہوئی بلکہ عرش الٰہی کے پاس خاص رب العالمین کی

Scanned with CamScanner

حضوری میں آمنے سامنے فرض ہوئی۔ اس لیے نماز کا جس قدر اہتمام کیا گیا کسی اور عبادت کا نہیں کیا گیا۔ اور قرآن و حدیث میں جتنی نماز کی تاکید فرمائی گئی کسی عبادت کے متعلق اتنی تاکید نہیں فرمائی گئی۔

دوسری وجہ۔ جب بندہ نماز کی نیت باندھتا ہے تو رب العالمین سامنے تشریف لاتے ہیں اور کوئی محروم القسمت نمازی نماز کے اندر اپنی نگاہ دوسری طرف لے جاتا ہے تو مولا فرماتا ہے کہ بندے ہم تیرے سامنے ہیں تو ہماری طرف نہیں دیکھتا کیا ہم سے بھی کوئی اچھی چیز تجھ کو نظر آگئی جو ہم کو چھوڑ کر تو اس طرف متوجہ ہو گیا۔

تیسری وجہ (الف) جب بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے، ادھر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا ہے تو اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اِدھر تکبیر ختم کی تو اُدھر نمازی کے تمام گناہ معاف ہو کر ایسا پاک صاف ہو گیا جیسا کہ وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

(ب) جب نمازی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد اعوذ پڑھتا ہے تو نمازی کے ایک ایک بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملتی ہے۔

(ج) جب الحمدُ للہ پڑھتا ہے تو ایک حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

(د) جب رکوع کرتا ہے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم پڑھتا ہے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے کہ اس نے تمام آسمانی کتابیں پڑھی ہوں اور اس پر ثواب ملے۔

(س) جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے۔

(ص) جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو تمام جنّات اور انسانوں کی تعداد کے موافق ثواب

ملتا ہے۔

(ع) جب سجدہ میں سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ پڑھتا ہے تو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے

(ف) جب سلام پھیرتا ہے تو اس کے لیے آٹھوں دروازے جنت کے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں چلا جائے۔

(مجالس نودیہ شرح اربعین نوویہ)

چوتھی وجہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ نمازی کے لیے تین خصوصی عزتیں ہیں۔

پہلی:۔ جب یہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اُس کے سر سے لے کر آسمان تک رحمتِ الٰہی کی گھٹا چھا جاتی ہے اور نیکیاں بارش کی طرح برستی ہیں۔

دوسری:۔ یہ کہ فرشتے نمازی کے چاروں طرف جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔

تیسری:۔ یہ کہ ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے نمازی اگر تو دیکھ لے تیرے سامنے کون ہے اور تو کس سے باتیں کرتا ہے تو خدا کی قسم تو قیامت تک نماز کا سلام نہ پھیرے اور نماز ہی میں مشغول رہتے رہتے مر جائے اور کبھی بس نہ کرے۔

پانچویں وجہ:۔ قیامت میں جب نمازیوں کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا تو سب سے اوّل ایک جماعت جنت میں جائے گی جن کے چہروں کی چمک سورج کی طرح ہوگی۔ فرشتے ان سے دریافت کریں گے، تم کون لوگ ہو اور دنیا میں کیا عمل کرتے تھے؟ یہ جماعت جواب دے گی ہم مسلمان ہیں اور نماز کی حفاظت کرنا ہمارا عمل تھا۔ فرشتے دریافت کریں گے کس طرح حفاظت کرتے تھے؟ وہ جواب

Scanned with CamScanner

دیں گے کہ ہم لوگ ہمیشہ پانچوں وقت نماز سے پہلے ہی آکر مسجد میں بیٹھ جاتے تھے۔ ان کے بعد دوسری جماعت پُل صراط سے چلے گی۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک دار ہوں گے۔ فرشتے ان سے پوچھیں گے، تم کون لوگ ہو اور دنیا میں کیا عمل کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز کی حفاظت کرنے والے مسلمان ہیں۔ فرشتے دریافت کریں گے کہ تم نماز کی کس طرح حفاظت کرتے تھے۔ یہ مسلمان جواب دیں گے کہ ہم اذان سے پہلے باوضو ہو کر بیٹھ جاتے، اور اذان سُنتے ہی مسجد میں پہنچ جاتے اور نماز پڑھتے تھے۔ اس کے بعد تیسری جماعت گذرے گی جن کے چہرے تاروں کی مانند چمک دار اور روشن ہوں گے۔ ان سے بھی فرشتے یہی سوال کریں گے کہ تم کون ہو اور تمہارا عمل کیا تھا؟ یہ جواب دیں گے کہ ہم اذان سن کر وضو کرتے اور پھر فوراً ہی مسجد میں پہنچ جاتے اور ہمیشہ تکبیرِ اُولیٰ کا خیال رکھتے تھے۔

چھٹی وجہ:- حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ (۱) نماز حق تعالےٰ کی رضامندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے (۲) فرشتوں کی محبت کا وسیلہ ہے۔ (۳) نماز طریقہ ہے انبیائے سابقین کا (۴) نماز معرفتِ الٰہی کی مشعل ہے (۵) نماز اسلام کی جڑ اور بنیاد ہے (۶) نماز دعا قبول ہونے کا سبب ہے (۷) نماز کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی (۸) نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ (۹) نماز نفس اور شیطان کے مقابلہ کے لیے سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ (۱۰) نماز موت کے وقت موت کے فرشتہ سے نمازی کے لیے سفارش کرے گی کہ اس کی جان آسانی سے نکالنا (۱۱) نماز مومن کے دل کا نور ہے (۱۲) نماز قبر کے اندر روشنی کا ذریعہ ہے (۱۳) نماز قبر میں

مردہ کی طرف سے منکر نکیر کو جواب دے گی (۱۴) نماز قبر میں قیامت تک مُردہ کی غم خوار اور ساتھی رہے گی (۱۵) نماز قیامت کے روز نمازی پر سایہ کرے گی۔ (۱۶) نماز نمازی کے سر کا تاج اور بدن کا لباس ہوگی (۱۷) نماز قیامت کے اندھیرے میں شعل بن کر نمازی کے آگے چلے گی (۱۸) نماز حساب و کتاب کے وقت جہنم کے درمیان آڑھ جائے گی۔ (۱۹) نماز اللہ کے سامنے بخشوانے کے لیے حجت کرے گی۔ (۲۰) نماز کا وزن سب گناہوں پر بڑھ جائے گا (۲۱) نماز پُل صراط کے لیے پروانہ راہداری (پاسپورٹ) ہے (۲۲) نماز جنت کی کُنجی ہے جو دروازہ کو کھول کر نمازی کو اس میں داخل کرا دے گی۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے نمازی کا ثواب

(۱) حضرت کعب احبار رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے توریت میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ صبح کے وقت کی دو رکعتیں جن کو اُمّتِ محمدیہؐ ادا کرے گی ہم ان دو رکعتوں کے بدلے ان کے تمام دن رات کے گناہ معاف کر کے اپنے امن کے قلعہ میں داخل کریں گے۔ اے موسیٰ علیہ السّلام ظہر کے وقت کی چار رکعتیں جن کو وہ لوگ پڑھیں گے، ہر ایک رکعت کا ثواب علیحدہ علیحدہ ہے۔ پہلی رکعت کا بدلہ گناہوں کی مغفرت، دوسری رکعت کا بدلہ قیامت کے روز اس کے نیک اعمال کا وزنی ہونا۔ تیسری رکعت کا بدلہ فرشتوں کا ان کے لیے دُعاء مغفرت اور ان کے لیے ہماری رحمت طلب کرنا ہے۔ چوتھی رکعت کا بدلہ آسمان کے دروازے ان کے لیے کھُل جانا اور حورانِ جنّت کا ان کی طرف دیکھنا۔ اے موسیٰ علیہ السّلام ہمارے آخری

Scanned with CamScanner

پیغمبر اور ان کی اُمت جب عصر کی چار رکعتیں پڑھیں گے تو زمین و آسمان میں کوئی فرشتہ نہیں رہے گا جو ان کے لیے دعائے مغفرت نہ مانگے۔ پھر جس کے لیے فرشتے مغفرۃ کی دُعا کریں ہم ان کو عذاب نہ دیں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے آخری پیغمبر کی اُمت جب مغرب کے وقت کی تین رکعتیں پڑھے گی، تو اس نماز کے وقت آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ پھر جو حاجت اور مراد مانگیں گے وہ ہم پوری کریں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام عشاء کی چار رکعتیں ان کے لیے تمام دنیا کی سلطنت اور دولت سے بہتر ہیں۔ اس نماز کے پڑھنے کے بعد وہ لوگ گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو جائیں گے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا شدہ بچّہ بالکل بیگناہ ہوتا ہے۔

(۲) ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارے جا رہے تھے۔ آپ نے ایک سفید رنگ کا مرغ دیکھا کہ دریا کے گدلے کیچڑ میں لوٹا۔ وہ اُجلا اور صاف جانور خوب گارے میں لت پت ہو گیا۔ پھر وہاں سے نکل کر دریا میں نہایا اور پہلے کی طرح پھر اُجلا اور صاف ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے یہ فعل پانچ مرتبہ کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانور کی یہ حالت دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔ جب آپ کے تعجب کی کوئی حد نہ رہی تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام یہ جانور آپ کو اس لیے دکھایا گیا تا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے نمازیوں کی مثال آپ سمجھ سکیں۔ یہ کیچڑ ان کے گناہ ہیں اور یہ دریا ان کی نماز ہے۔ اور کیچڑ میں لوٹنا ان کے گناہ کرنے کی مثال ہے۔ ادھر انہوں نے گناہ کیا اُدھر نماز پڑھ کر گناہ کی تمام گندگی دھل گئی۔

Scanned with CamScanner

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بتلاؤ اگر کسی شخص کے دروازے کے آگے ایک نہر ہو اور وہ روزانہ اس نہر میں پانچ مرتبہ غسل کرے، کیا اس کے بدن پر میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ پھر فرمایا کہ یہ ہی مثال ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی بدولت گناہوں کی تمام گندگی کو دور کر دیتا ہے۔ (فضائل نماز)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خزاں کے موسم میں جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک درخت کی دو شاخوں کو پکڑ لیا اور ان کو ہلانے لگے۔ انکے ہلانے کے باعث درخت کے پتے جھڑنے لگے اور زمین پر گرنے لگے۔ اس پر آپؐ نے ابوذر رضؓ کو مخاطب فرما کر فرمایا اے ابوذر! حضرت ابوذر رضؓ نے عرض کیا فرمائیے کیا ارشاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "میرا امتی جب نماز اس غرض سے پڑھتا ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہو جائے، تو نماز سے اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح یہ پتے اس درخت سے جھڑ گئے۔" (ایضاً)

(۵) آپؐ نے ارشاد فرمایا، جس نے دو رکعت نماز اس طرح ادا کی کہ دل مولیٰ کی طرف متوجہ رہا تو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ اس کے سب پچھلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک روز میں نے اپنے پروردگار کی بہترین شکل میں زیارت کی۔ اس وقت اس نے فرمایا، اے محمدؐ! مقربین فرشتے کس چیز میں گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ تو خوب جانتا ہے (مجھے علم نہیں) اس پر اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دستِ قدرت رکھا اور میں نے اس کی خنکی (ٹھنڈک) اپنے سینہ میں محسوس کی۔

Scanned with CamScanner

اس کے بعد میں نے تمام آسمان و زمین کی (ضروری) اشیاء معلوم کر لیں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔

"یعنی اسی طرح دکھلا دیئے ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کے تصرفات، تاکہ اس کے یقین میں اضافہ ہو جائے۔"

اور اس علم کے دینے کے بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مقربین فرشتے کس معاملہ میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ان کی گفتگو ان اعمال کے متعلق ہو رہی ہے جن سے گناہ جھڑتے ہیں۔ پس گناہ جھڑتے ہیں نماز کے بعد مسجد میں اللہ کا ذکر کرنے سے۔ اور مسجد میں دوسری نماز کے انتظار کرنے کے واسطے بیٹھنے سے، اور گناہ جھڑتے ہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے پاؤں سے چل کر مسجد میں جانے سے اور بیماری یا جاڑے میں پوری طرح وضو کرنے سے۔ اور جس نے یہ کام کیے بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا۔ اور اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو گا جس طرح ماں کے پیٹ سے بچہ گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل)

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گناہوں کی آگ بھڑکاتے ہو اور اس میں جلتے رہتے ہو اور جب تم نے صبح کی نماز ادا کر لی تو وہ آگ بجھ گئی۔ پھر صبح سے ظہر تک تم گناہوں کی آگ بھڑکاتے ہو اور اس میں جلتے رہتے ہو۔ لیکن جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ پھر ظہر سے عصر تک اپنے لیے آگ روشن کرتے ہو اور اس میں جلنے کا سامان کرتے ہو اور عصر کی نماز اس کو سرد کر دیتی ہے۔ پھر عصر سے مغرب تک گناہوں کی آگ نہایت تیزی کے ساتھ شعلہ زن ہوتی ہے اور جھلس دینا

چاہتی ہے، مگر مغرب کی نماز اس کو پھر بجھا دیتی ہے۔ اس طرح مغرب سے عشاء تک گناہوں کی آگ خوب بھڑکائی جاتی ہے، جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہو وہ آگ بجھ جاتی ہے اور تم پاک وصاف ہو کر سوتے ہو۔ پھر سونے کی حالت میں تم پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ تم جاگ جاؤ۔ (ترغیب منذری)

(۸) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو رب العزت ایک فرشتہ سے منادی کراتے ہیں اے لوگو! اٹھو جو آگ تم نے گناہوں کی جلائی ہے اس پر پانی ڈالو اور اس کو بجھاؤ۔ تو نمازی آدمی تو اُٹھ کر وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، ان کے لیے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور بے نمازی جیسے تھے ویسے ہی رہ جاتے ہیں۔ (کنز العمال)

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچوں نمازیں پڑھو رمضان کے روزے رکھو، مال کی زکوٰۃ دو، علمائے حق کی اطاعت کرو۔ پھر داخل ہو جاؤ اپنے رب کی جنت میں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس زمین پر نماز پڑھی جاتی ہے زمین کا وہ حصہ اپنی چاروں طرف والی زمین پر فخر کرتا ہے اور نہایت خوش ہو ہو کر اس نماز کی وجہ سے پھولا نہیں سماتا ہے۔ پھر اس کی خوشی کی انتہا ساتویں زمین تک ہوتی چلی جاتی ہے۔ (کنز العمال)

(۱۱) صاحب زواجر کہتے ہیں کہ جب کسی نے اوّل وقت نماز پڑھی تو اسی وقت یہ نماز نور بن کر آسمان پر سے گزرتی ہوئی عرش الٰہی کے قریب پہنچتی ہے اور اس وقت سے قیامت تک نمازی کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہے اور

Scanned with CamScanner

اس نمازی کو کہتی رہتی ہے اللہ تیری حفاظت کرے، جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔
(زواجر مکی)

(۱۲) امام شعرانیؒ فرماتے ہیں۔ جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس کو قبول بھی کر لیں تو اس نماز کے نور سے ایک فرشتہ پیدا کیا جاتا ہے اور اس فرشتہ کی یہ ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے کہ وہ قیامت تک نماز پڑھتا رہے تاکہ اس کی نماز کا ثواب اس نمازی کو پہنچتا رہے۔ (لطائف المنن)

(۱۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص ظہر کی نماز سے پہلے اور ظہر کی نماز کے بعد پابندی سے چار رکعتیں پڑھتا رہے تو اللہ تعالےٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ظہر کی چار سنتیں پڑھنے کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یعنی یہ نماز جنابِ باری میں مقبول ہوتی ہے اور اس کی قبولیت کے سبب اس نمازی پر انوارِ رحمت نازل ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "انسان کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ اس قدر صدقہ دینے کی کس میں طاقت ہے؟ آپ نے فرمایا مسجد میں تھوک وغیرہ اگر موجود ہو، اس کو صاف کر دینا اور راستہ میں تکلیف دہ چیزیں پڑی ہوئی ہوں ان کو وہاں سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز نہ پائے جو تین سو ساٹھ کے برابر صدقہ ہو سکے تو اشراق کی دو رکعتیں تیرے لیے کافی

ہیں ۔

(مشکوٰۃ شریف)

(۱۶) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جس نے چاشت کے وقت بارہ رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لیے جنت کے اندر ایک سونے کا محل تیار کرتے ہیں ۔

(مشکوٰۃ شریف)

(۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہو کر نماز کی جگہ بیٹھا رہا اور اشراق کی نماز پڑھ کر وہاں سے اٹھا بشرطیکہ اس درمیانی وقت میں کوئی دنیوی کام یا باتیں نہ کی ہوں، بلکہ اللہ کا ذکر کیا ہو، یا قرآن شریف دکا ترجمہ وغیرہ سنتا رہا تو ایسے شخص کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں چاہے وہ سمندر کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہوں ۔ (ابو داؤد شریف)

علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت قبلہ رُو ہو کر بیٹھے ۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ شہابُ الدین سہروردی فرمایا کرتے تھے، وہ عمل جس کی جزا (بدلہ) دنیا میں ہوتی ہے وہ یہ عمل ہے ۔ یعنی چند روز کے بعد اس شخص کو باطنی نورانیّت حاصل ہوتی ہے ۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے، جب بھی وہ مسجد میں جاتا ہے اسی وقت اللہ تعالےٰ جنّت میں اس کی مہمانی تیار کرتے ہیں ۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۹) تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ سات آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کے روز اللہ تعالےٰ خاص اپنے سایہ میں رکھیں گے ؛۔

(۱) انصاف کرنے والا امیر اور حاکم (۲) وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں

Scanned with CamScanner

اپنی جوانی خرچ کی (۳) وہ دو شخص جن کی آپس کی محبت محض اللہ کے لیے ہو اور اس کی محبت کے لیے دونوں جمع ہوتے ہوں۔ اور اس کی محبت کے لیے دونوں علیحدہ ہوتے ہیں (۴) وہ نمازی جو نماز پڑھ کر مسجد سے نکلا لیکن دوسری نماز پڑھنے کے لیے اس کا دل مسجد میں رہا اور وقت پر نماز ادا کر لی (۵) وہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والا جو تنہائی میں روتے ہوئے اللہ کو یاد کرتا ہو (۶) وہ نوجوان جس کو خوبصورت عورت بُرے کام کے لیے دعوت دے اور وہ اس کو جواب دے کہ مجھے خدا کو منہ دکھانا ہے (۷) جس نے خدا کے واسطے کوئی خیرات اس طرح کی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اور سایہ میں رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالےٰ اس کو آخرت کی تکلیفوں سے محفوظ رکھیں گے اور اپنی خاص رحمت یعنی عرش کے نیچے اس کو جگہ دیں گے۔

(۲۰) حضرت دانیال علیہ السلام اپنے زمانہ میں اُمّت محمدؐیہ کی نماز کی تعریف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ وہ امت ایسی نمازیں پڑھے گی کہ نوح علیہ السلام کی قوم ایسی نماز پڑھ لیتی تو ہرگز طوفان میں غرق نہ ہوتی۔ اور اگر ہود علیہ السلام کی قوم ایسی نماز پڑھ لیتی تو کبھی بھی آندھی کے طوفان میں گرفتار ہو کر ہلاک نہ ہوتی۔ حضرت دانیال علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہلاک شدہ قومیں ایمان نہیں لائی تھیں، لیکن اگر وہ ظاہرداری سے ہی نماز پڑھ لیتیں تو دنیا میں ہلاک نہ ہوتیں کیونکہ نمازوں کی بالخاصہ یہ تاثیر ہے کہ جو شخص ان کا پابند ہوگا۔ اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس قسم کے دنیاوی عذاب میں مبتلا نہ ہوگا۔ البتہ آخرت میں اس قسم کی نماز سے

Scanned with CamScanner

کوئی فائدہ نہ دے گی۔ (روح البیان)

بے نمازی کی سزا

جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ نماز تمام اعمال میں افضل ہے تو عقلمند انسان اس کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اس کو چھوڑنا کس قدر نقصان دہ ہو گا اور اللہ کو کس درجہ ناپسند ہو گا۔ چنانچہ اس باب کی احادیث ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی نماز ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۲) جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ کفر کے قریب پہنچا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳) ایک روز صبح کی نماز پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رات میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ میں نے راستہ میں دیکھا کہ ایک شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص پتھر لیے ہاتھ میں اس کے پاس کھڑا ہوا ہے اور اس پتھر کو اس لیٹنے والے انسان کے سر پر نہایت قوت کے ساتھ مارتا ہے اور اس پتھر کی چوٹ سے اس شخص کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور وہ پتھر اُچھل کر بہت دُور جا پڑتا ہے۔ یہ شخص اس پتھر کو لینے کے لیے جاتا ہے۔ اتنی دیر میں اس کا سر ثابت ہو جاتا ہے اور وہ شخص دوبارہ اسی طرح پتھر مارتا ہے اور اس کی چوٹ سے اس کا سر دوبارہ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ وہ تیسری بار اپنے پتھر کو لاتا ہے اور پھر مارتا ہے۔ اسی طرح بار بار کرتا تھا اور اس کا سر ہر دفعہ ٹوٹ کر جڑ جاتا تھا۔ میں نے فرشتوں سے دریافت کیا۔ یہ آدمی کون ہے اور اس کا جرم کیا ہے؟

ان فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ وہ شخص ہے جو فرض نمازیں چھوڑ کر سو جاتا تھا اور نماز نہیں پڑھتا تھا۔ (بخاری شریف)

(۴) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نمازوں کی حفاظت نہیں کرتا قیامت کے روز نہ اس کو نجات ہوگی اور نہ اس کے پاس نجات کی سند (سرٹیفکٹ) ہوگی اور نہ اس کے پاس کوئی روشنی ہوگی، اور اسی حالت میں قارون یا ہامان یا اُبی بن خلف منافق کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ (مسند امام احمد)

فائدہ :۔ دنیا میں مال حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں۔

(۱) حکومت اور بادشاہت (۲) ملازمت (۳) زراعت و تجارت (۴) صنعت و حرفت یعنی دستکاری۔ پس جو شخص ریاست اور حکومت کی وجہ سے نماز چھوڑ بیٹھا اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ جو ملازمت کی وجہ سے نماز چھوڑتا ہے اس کا حشر فرعون کے وزیر ہامان کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص تجارت اور کھیتی وغیرہ کی وجہ سے نماز چھوڑتا ہے وہ اُبی بن خلف کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔ کیونکہ یہ شخص کھیتی بھی اور تجارت کا کاروبار بھی کرتا تھا۔ جو شخص دستکاری میں لگ کر نماز چھوڑتا ہے وہ قارون کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ کیونکہ قارون دستکار تھا۔

(از مولانا محمد ابراہیم دہلویؒ)

(۵) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس سے سخت غصہ کے ساتھ پیش آئیں گے۔

(ترغیب منذری)

(۶) حضرت عبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

نے سات چیزوں کی نصیحت فرمائی جن میں سے دو یہ تھیں ۔
(۱) اللہ تعالےٰ کا کسی کو شریک نہ بنانا اگرچہ تمہارے کاٹ کاٹ کر ٹکڑے کر دیئے جائیں ۔ (۲) نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے وہ ملتِ اسلامی (مذہب) سے نکل جاتا ہے ۔ (طبرانی)

(۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس وصیتیں فرمائیں ۔ جن میں سے دو یہ تھیں (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خواہ تو اس بارے میں قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے (۲) فرض نماز کسی صورت میں نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص فرض نماز چھوڑ دیتا ہے ، اللہ تعالےٰ اپنی ذمہ داری اس سے ہٹا لیتے ہیں ۔ الخ

(۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں جس شخص کی ایک نماز جاتی رہی اس کا اس قدر نقصان ہوا جیسے کہ اس کے بال بچے اور سارا مال و دولت چھن جانے کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے ۔ (ابن حبان)

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ، بے نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ۔ یعنی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ۔

(۱۰) علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص نماز کو پابندی سے پڑھتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالےٰ اس کو پانچ خصوصی عزتیں عطا فرماتے ہیں ۔ (۱) اس کی تنگدستی دور فرما دیتے ہیں (۲) قبر کا عذاب اس سے ہٹا لیا جاتا ہے (۳) قیامت کے روز اس کے نامۂ اعمال داہنی طرف سے دیئے جائیں گے یعنی اس کی نجات ہوگی ۔ اور ایسا شخص نہایت آرام میں ہوگا ۔ (سو جس کو ملا اس کا لکھا داہنے ہاتھ میں ، وہ کہتا ہے لیجیو

Scanned with CamScanner

پڑھیو میرا لکھا۔ میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب۔ سو وہ ہیں من مانتے گذران میں۔) (پارہ ۲۹) (۴) اور ایسا نمازی پُل صراط سے بجلی کی طرح گزرے گا (۵) نماز کی پابندی کرنے والے بغیر حساب کتاب جنّت میں داخل ہوں گے۔

جو آدمی نماز میں کاہلی وسستی کرتا ہے اس کے لیے اللہ کی طرف سے پندرہ سزائیں مقرر ہیں۔ پانچ دنیا میں، تین مرتے وقت اور تین مرنے کے بعد قبر میں اور قبر سے نکلنے کے بعد حشر میں تین سزائیں۔

دنیا کی پانچ سزائیں

(۱) اس کی عمر سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور اس کی زندگی میں بے برکتی ہوتی ہے (۲) نیک لوگوں کی علامت اُس کے چہرے سے مٹا دی جاتی ہے۔ (۳) ایسا شخص جو بھی دُعا مانگتا ہے وہ قبول نہیں کی جاتی۔ (۴) ایسا شخص جو بھی نیکی کرتا ہے اللہ کے یہاں کوئی ثواب نہیں ملتا (۵) اگر اللہ کے نیک بندے اس کے حق میں کوئی دعا کرتے ہیں تو اس کے حق میں اُن کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

موت کے وقت کی تین سزائیں

(۱) ایسے بے نمازی کی موت ذلت کے ساتھ ہوگی (۲) مرتے وقت بھوکا مرے گا (۳) موت کے وقت چاہے سمندروں پلا دیجیے لیکن استسقاء کے مریض کی طرح اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ اور پیاس ہی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوگا۔

قبر کے اندر کی سزائیں

(۱) بے نمازی کی قبر اس طرح تنگ کر دی جاتی ہے کہ اُس طرف کی پسلیاں اس

طرف اور اس طرف کی پسلیاں اُس طرف آجاتی ہیں (۲) بے نمازی کی قبر میں آگ دُھکائی جاتی ہے تاکہ وہ اس میں جلتا رہے ۔ (۳) بے نمازی کی قبر میں سزا کے لیے ایک سانپ مسلّط کر دیا جائے گا جس کا نام شجاعِ اقرع ہے ۔ اس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہوں گے اور ہر ایک ناخن کی لمبائی ایک دن کی مُسافت کے برابر ہو گی ۔ یعنی تقریباً بارہ کوس کے برابر اس کے ناخن ہوں گے اور یہ سانپ اس میت سے باتیں کرے گا اور اپنا نام بتائے گا کہ میں شجاعِ اقرع ہوں ۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح سخت ہو گی ۔ اور مُردہ سے کہے گا کہ میں تیری سزا کے لیے تجھ پر مسلّط کیا گیا ہوں کہ تجھ کو مارتا رہوں ۔ صبح کی نماز چھوڑنے کی وجہ سے ظہر کے وقت تک اور ظہر سے مارتا ہوں عصر کے وقت تک اور عصر سے مغرب تک اور مغرب سے مارتا رہوں عشاء تک اور عشاء سے صبح تک مارتا رہوں ۔

خدا بچائے اس ظالم مار کی سختی سے ۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی مار اس قدر سخت ہو گی کہ جب ایک دفعہ اس بے نمازی مُردہ کے وہ اپنا پھن مارے گا تو اس کی قوت کی وجہ سے وہ بے نماز مُردہ ستّر گز زمین میں دھنس جائے گا ۔ اور یہ مُردہ قیامت تک انہی عذابوں میں مبتلا رہے گا قبر سے نکلنے تک ۔

قیامت کی تین سزائیں

(۱) اس کا حساب بہت سختی سے لیا جائے گا (۲) بے نمازی پر خدائی قہر کا عذاب ہو گا (۳) بے نمازی کو ذلیل کر کے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا ۔

(زواجر عن اقتراف الکبائر)

پس یہ مجموعی سزائیں چودہ ہوئیں ۔ میرے استاذ المکرم شیخ الحدیث حضرت

مولانا محمد زکریا صاحب نے اپنے رسالہ "فضائل نماز" کے صفحہ ۲۹ پر پندرھویں سزا کے بارے میں لکھا ہے کہ شاید راوی اس کا ذکر بھول گئے۔ اور اس کے بعد کہتے ہیں.......... کہ اس کی پیشانی پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی۔ پہلی سطر، اے اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے۔ دوسری سطر، اے اللہ کے غصہ کے ساتھ مخصوص۔ تیسری سطر، جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ (انتھی عبارت الشیخ)

ٹال کر نماز پڑھنے والی ایک عورت کا انجام

ایک شخص کی حقیقی بہن کا انتقال ہوگیا۔ بھائی اپنی بہن کو قبر میں اتار کر واپس گھر آگئے۔ آکر یاد آیا کہ ان کے پاس کچھ نقدی تھی جو قبر میں اُتارتے وقت قبر ہی میں گر پڑی ناچار موقعہ نکال کر قبرستان پہنچے اور مال نکالنے کے لیے بہن کی قبر کو کھودا۔ دیکھتے ہیں کہ اس قبر میں آگ لگ رہی ہے اور میّت اس میں جل رہی ہے۔ بہن کی قبر کا یہ قصّہ دیکھ کر روتے پیٹتے گھر پہنچے اور ماں کے پاس جاکر بہن کی قبر کا حال سنایا۔ ماں نے رو کر بیٹے سے کہا۔ بیٹا اور تو کوئی گناہ میری نظروں میں نہیں کرتی تھی البتہ جب نماز پڑھا کرتی تھی تو وقت سے بے وقت ٹال کر پڑھا کرتی تھی، ہو نہ ہو اس گناہ کے سبب آگ میں جل رہی ہے۔

بے نماز آدمی زانی اور بدکار سے بھی بدتر ہے:

بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر

ہو کر عرض کرنے لگی کہ اے موسیٰ علیہ السلام مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے اور میں گناہ سے توبہ بھی کر چکی ہوں مگر آپ میرے لیے مزید مغفرت کی دُعا فرمائیں تو اللہ کی ذات سے قوی اُمید ہے کہ آپ کی برکت سے میری دُعا قبول ہو جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کی بندی آخر وہ کونسا گناہ ہے جس کی وجہ سے تو اس قدر پریشان ہے۔ عورت نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! اوّل تو میں نے حرام کاری کی۔ پھر اس حرام کاری سے میرے بچہ پیدا ہوا۔ میں نے شرم کی وجہ سے وہ بچہ قتل کر دیا۔ بس یہ گناہ ہے جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام یہ سُن کر غصہ کی وجہ سے سُرخ ہو گئے۔ اور غصہ میں فرمایا، کم بخت دور ہو جا، کہیں تیری وجہ سے ہم غارت نہ ہو جائیں۔ یہ بدکار عورت آپ کے غصہ کی یہ حالت دیکھ کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا اے موسیٰ علیہ السلام ربُّ العالمین آپ سے سوال کرتے ہیں۔ کیا تمہارے نزدیک اس عورت سے زیادہ بدتر اور اس فعل سے زیادہ بُرا کوئی اور فعل بھی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا، بھلا اس فعل سے زیادہ بُرا اور گندہ کون سا فعل ہو سکتا ہے؟ ارشاد ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارا خیال درست نہیں، جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑے ایسا بے نمازی آدمی اللہ کے نزدیک اس بدکار اور ناحق خون کرنے والی عورت سے بھی زیادہ بدتر ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں صرف دو نمازیں فرض تھیں۔ جب ان نمازوں کا چھوڑنے والا آدمی اللہ کے نزدیک بدکار عورت سے بھی زیادہ مجرم ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت پر پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہم لوگ

Scanned with CamScanner

نماز چھوڑ کر کس قدر مجرم ہوں گے۔ مگر افسوس اگر کسی کی بیوی زنا کرے تو عزت دار مرد ناراض ہو کر اس کو طلاق دے دیتا ہے لیکن کتنے مسلمان ایسے ہیں جن کی عورتیں بالکل نماز نہیں پڑھتیں مگر اس فعل پر ان کے خاوند قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم کو اپنے حقوق، اللہ کے حقوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ یاد رکھیے بے نماز عورتیں اللہ کے نزدیک بدکار عورت سے زیادہ بُری ہیں چاہیے ان کو رکھو یا ان کو طلاق دے دو بلکہ ایسی عورتوں کو طلاق دینا باعثِ ثواب ہے۔ اس کی تفصیل دیکھئے کتاب "مسلمان خاوند" میں۔

اللہ کے دربار میں بے نمازی کا عذرِ لنگ

(۱) جو شخص دنیا میں ریاست اور سلطنت میں مشغول رہ کر نماز سے غافل رہا۔ قیامت کے روز اللہ کے سامنے نماز چھوڑنے کا عذر اس طرح کرے گا۔ اے اللہ تو نے مجھے سلطنت اور حکومت دی تھی اور اس کا کام اتنا زیادہ تھا کہ سر کھجانے اور دانت کرید نے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی، پھر نماز کس وقت پڑھتا۔ حکم ہوگا کہ بلاؤ داؤدؑ اور سلیمانؑ کو۔ جب یہ دونوں دربار میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالےٰ فرمائے گا، دیکھ آخر یہ بھی بادشاہ تھے اور تجھ سے زیادہ ان کی سلطنت وسیع تھی۔ لیکن باوجود اتنی بڑی سلطنت کے انہوں نے کبھی نماز نہ چھوڑی۔ تو اُس قول میں جھوٹا ہے کہ سلطنت کے کاموں سے فرصت نہ ہوتی تھی، اس وجہ سے میں نماز نہیں پڑھتا تھا۔ سلطنت اگر نماز سے روکتی تو ان دونوں کو بھی روکتی۔ بلکہ یہ تیری غفلت اور کاہلی اور سستی تھی جس کے باعث تو نے نماز ادا نہیں کی۔ اے فرشتو اس کو لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو۔

Scanned with CamScanner

ایک شخص اپنی بیماری کا عذر کرے گا، الٰہی میں بیمار تھا تکلیف کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ ایوب علیہ السّلام کو بلاؤ۔ تو حضرت ایوب علیہ السلام حاضر ہوں گے۔ ارشاد ہوگا کہ اے بیمار تو زیادہ بیمار تھا یا ہمارا ایوبؑ۔ برسوں اس کے بدن میں کیڑے پڑے رہے مگر ایک سانس بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوا۔ اگر بیماری یادِ الٰہی سے روکتی تو ہمارے ایوبؑ کو بھی روکتی۔ تو جھوٹا ہے جو بیماری کا بہانہ کرتا ہے۔ یہ نماز نہ پڑھنا تیری غفلت اور کاہلی کا نتیجہ ہے۔ فرشتو اس کو بھی لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو۔

ایک بے نماز حاضر ہوگا، اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تم نے نماز کیوں چھوڑی۔ عرض کرے گا الٰہی میرے بال بچے بہت تھے میں ان کی خدمت اور ان کے لیے کمانے میں دن بھر لگا رہتا تھا پھر نماز کے لیے مجھے فرصت کہاں ملتی۔ رب العالمین کا ارشاد ہوگا، ہمارے بندے یعقوبؑ کو پیش کرو۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام دربار میں حاضر ہوں گے اللہ تعالٰی ان کو دکھا کر بے نمازی سے ارشاد فرمائیں گے، دیکھ تیری اولاد زیادہ تھی یا ہمارے یعقوبؑ کی، اور اولاد کے غم میں تو زیادہ مبتلا رہا یا وہ؟ یوسفؑ کے فراق میں برسوں روتے رہے ان کی آنکھیں جاتی رہیں، کمر جھک گئی بوڑھے ہو گئے مگر نماز سے ایک گھڑی بھی غافل نہ ہوئے۔ فرشتو اس کو بھی لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو۔

ایک بے نماز عورت عدالتِ عالیہ میں حاضر ہوگی۔ اس سے پوچھا جائے گا، تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی۔ یہ عورت جواب میں عرض کرے گی۔ الٰہی مجھے اپنے خاوند کے کام دھندے سے فرصت نہ ہوتی تھی اور اس کے خوف کی وجہ سے یہ

Scanned with CamScanner

فریضہ ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ حکم ہو گا، فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ کو حاضر کرو۔ حضرت آسیہؓ حاضر ہوں گی تو اس بے نماز عورت سے ارشاد ہو گا کہ تیرا خاوند زیادہ ظالم تھا یا آسیہؓ کا خاوند فرعون زیادہ ظالم تھا۔ پھر ارشاد ہو گا، دیکھو آسیہؓ ایسے ظالم جابر کی عورت تھی اور کیسی عبادت گزار تھی۔ اگر کسی خاوند کا ظلم کسی کو نماز سے روکتا تو آسیہؓ کو ضرور روکتا۔ اسے بے نمازی عورت! خاوند کا عذر غلط ہے، تو خود غافل تھی اور غفلت کی وجہ سے تو نے نماز نہیں پڑھی۔ فرشتو لے جاؤ اس کو بھی جہنم میں داخل کر دو۔

(تفسیر روح البیان)

شیطان کی طرح مردود بنانے والے دو کام

ایک صاحب نے شیطان کو دیکھا، اور شیطان سے انہوں نے دریافت کیا کہ حضور مجھے ایسا کام کرنے کی تلقین فرمائیے جس سے میں آپ کی طرح بن جاؤں اور صحیح معنوں میں آپ کا چیلہ بن جاؤں شیطان حیرت سے کہنے لگا کہ یہ عجیب و غریب درخواست تو آج تک کسی نے مجھ سے نہیں کی۔ آخر تم مجھ سے پوچھ کر کیا کرو گے؟ ان صاحب نے کہا کہ حضور دل سے مجبور ہوں، جی چاہتا ہے کہ آپ جیسا بن جاؤں۔ شیطان نے جواب دیا کہ اگر واقعی مجھ جیسا بننے کی خواہش اور آرزو رکھتے ہو تو دو کام کرنا۔ اول نماز چھوڑ دو، دوسرے سچی بات کرنا چھوڑ دو، قسمیں ضرور کھایا کرو اور قسم کھانے میں کسی کی پرواہ نہ کرو۔ پس ان دو کاموں کے بعد تجھ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ اور اپنے گروہ کا حقیقی چیلہ صرف تو ہی ہو گا۔ وہ بزرگ شیطان کی یہ ہدایت سن کر بولے کہ خدا کی قسم یہ ہی دونوں کام ساری عمر نہ کروں گا۔ شیطان نے یہ قسم سن کر کہا، میاں آج تک تو میں نے دنیا کو دھوکہ

دیا لیکن تم تو میرے بھی اُستاد نکلے اور مجھے بھی دھوکہ دے گئے۔ اب میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ اپنے دل کی بات کسی سے نہیں کہوں گا اور نہ ہی کسی کے دھوکہ میں آؤں گا۔

(تنبیہ ابو اللیث سمرقندی)

کس قدر خوف کا مقام ہے کہ شیطان نے اللہ کی ستر ہزار برس عبادت کی اور اللہ کے ایک حکم کی خلاف ورزی یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملعون و مردود ہوا، تو اس شخص کا کیا انجام ہوگا جو اللہ کے ایک دو حکم نہیں بلکہ کئی سو دفعہ کے متواتر حکموں کو نہ مانے۔ پھر وہاں سجدہ آدم علیہ السلام کو تھا، یہاں نمازی کو خاص الخاص اللہ رب العزت کے لیے سجدہ کا حکم ہے۔ پھر شیطان نے ایک سجدہ چھوڑا اور بے نمازی کس قدر سجدوں کو چھوڑتا ہے۔ اس کو جس قدر بھی سزا دی جائے تھوڑی ہے۔ اور اس تقریر سے مجالس الابرار کی وہ نقل جس میں بے نمازی کی سزا بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص ایک وقت کی نماز چھوڑ دیتا ہے، اس کی سزا دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس تک جہنم میں جلنا ہے۔ اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے مگر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بدولت اور کچھ سہولت مل جائے اور سزائیں تخفیف کر دی جائے تو اللہ کی شانِ رحیمی سے کچھ بعید نہیں گویا کہ ایک نماز چھوڑنے کی سزا یہاں تک ہو سکتی ہے لیکن اتنی سزا دینا اللہ کی رحمت سے بعید ہے۔ مثلاً ایک جُرم کی سزا تعزیرات پاکستان میں اس طرح لکھی ہے چھ ماہ سے سال بھر تک قید یا پچاس روپے سے دو سو روپے تک جرمانہ، لیکن مجسٹریٹ کم سے کم سزا دیدے تو یہ اس کے اختیارات ہیں، اور زیادہ سے زیادہ سزا دے تو یہ بھی اس کے اختیارات ہیں۔

⁂

ارکانِ نماز کی شرعی فلاسفی

سوال:۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے لیے تشریف لے گئے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کیں اور آپ اس حکم کو لے کر واپس تشریف لے آئے۔ راستہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا۔ فرمائیے بارگاہِ خداوندی سے کیا حکم ملا؟ آپؐ نے فرمایا دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، آپ واپس تشریف لے جائیے، ایک دن میں پچاس نمازیں کس طرح ادا ہوں گی جب کہ بنی اسرائیل سے دو نمازیں ادا نہ ہو سکیں۔ یہ سن کر دوبارہ اُسی مقام پر جہاں نمازیں فرض ہوئی تھیں، تشریف لے گئے اور آخر کار کئی مرتبہ کے آنے جانے اور حضرت موسیٰؑ کے بار بار کہنے پر پچاس سے پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ تو کیا موسیٰ علیہ السلام ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تجربہ کار تھے جو ان کے سمجھانے کے بغیر ان کی سمجھ میں نہ آیا۔

جواب: نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس وقت ایسی حالت تھی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محوِ دیدار و تجلیِ الٰہی تھے جو ہر ایک طرح سے انسان کو محو اور بے خود بنا دیتی ہے اور موسیٰ علیہ السلام اس وقت اس خاص قرب اور تجلی سے دور تھے۔ انہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ جب رب العزت نے اپنی تجلی کوہِ طور پر ڈالی تو طور کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کر دیا اور حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ط

جب یوسف علیہ السلام کو عورتوں نے دیکھا تو اُن کے دیدار اور حسن کی تاب نہ لا کر ایسی بدحواس ہو گئیں کہ بجائے پھلوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ (" پھر جب سنا اس نے اُن کا فریب، بُلوا بھیجا ان کو، اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس، اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری اور بولی، یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو ششدر رہ گئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ")

(سورہ یوسف پارہ ۱۳)

جب زلیخا کو معلوم ہوا کہ مصری عورتیں مجھے بدنام کر رہی ہیں تو دعوت کے بہانہ سے اُن کو اپنے گھر بُلایا۔ جب وہ آ کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئیں تو دسترخوان چُنا گیا اور اس پر پھل چُن کر ہر ایک کے ہاتھ میں چاقو دے دیئے کہ خود چھیلو اور پھانکیں بنا کر کھاؤ۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھنا تھا اور عورتوں کا بدحواس ہونا تھا اور ان کی بدحواسی بے خودی یہاں تک بڑھ گئی کہ بجائے پھلوں کے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔ تو جب پہاڑ تجلی الٰہی کی برداشت نہ کر سکے اور موسیٰ علیہ السلام اس تجلی والے پہاڑ کو دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں، یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر عورتیں محو اور بے خود ہو جائیں اور بجائے پھلوں کے ہاتھ کاٹ ڈالیں تو کیا ٹھکانا ہے اس نورانی ذات کی قوت کا جو جناب باری کا دیدار دُور سے نہیں بلکہ نزدیک سے کرے۔ وہ جس قدر بھی محو اور بے خود ہوتے اتنا ہی کم تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرے دیدار محبوب میں جب کہ حضرت ادھم نے سمندر خالی کرنے پر کمر باندھ لی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس تو پچاس، اگر خدا کی طرف سے پچاس ہزار نمازوں کا بھی حکم ہوتا تو عشق و محبت کے قاعدے کے موافق اس کو بسر و چشم قبول فرما لیتے۔ لیکن جب پچاس نمازیں قبول کر کے حضرت موسیٰؑ کے

پاس واپس تشریف لائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شریعت کا اثر طاری تھا اور آپ پر بھی تجلی الٰہی کا اثر کچھ کم ہو چکا تھا۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام نے آپ پر اپنا اثر ڈالا تب آپ نے سمجھا کر میں اس وقت محوِ تجلی تھا۔ ساری امت تو اس طرح محوِ تجلی نہ ہو گی کہ وہ کس طرح اتنے بڑے کام کو انجام دے گی۔ آپ امت کی آسانی کی خاطر دوبارہ نمازوں میں کمی کرانے کے لیے دربارِ الٰہی میں حاضر ہوئے اور کئی دفعہ کے آنے جانے سے پچاس کے بجائے پانچ نمازوں پر بات ٹھہر گئی۔

سوال :۔ پینتالیس کیوں معاف ہوئیں اور پانچ کیوں باقی رہیں۔ چار باقی رہتیں یا چھ ؟۔

جواب :۔ ایک طرف تو یہ بات کہ خدا کے فرمان اور قانون میں تبدیلی نہ ہو گی۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ (سورۂ ق۔ پ ۲۶) ہماری بات بدلی نہیں جاتی۔ اور دوسری طرف اپنے حبیب کی خاطر مقصود تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (سورۂ انعام پارہ ۷)

"جو شخص ایک نیکی کرے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا" کے قانون پر نظر فرماتے ہوئے اپنی رحمت اور آپ کی شفاعت کی وجہ سے اپنے بندوں کی تکلیف اور مشقت میں کمی کر دی بظاہر پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا مگر لکھنے میں پچاس کا ثواب دے دیا۔ یعنی حکم میں پانچ اور ثواب میں پچاس کی پچاس ہی قائم رہیں اور مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ کا قانون بھی اپنی جگہ قائم رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست بھی قبول فرمائی گئی۔

Scanned with CamScanner

جواب (۲) پانچ اور پچاس میں صرف نقطہ کا فرق ہے اور اللہ کی نکتہ نوازی کی صفت بھی مشہور ہے۔ اس کو یہاں پر ظاہر کر دیا۔ ایک نقطہ اٹھالیا، لاکھوں انسان نمازی ہو کر جنت میں پہنچ گئے۔ اگر یہ نقطہ نہ اٹھایا جاتا تو لاکھوں انسانوں میں ایک یا دو ہی نمازی نکلتے۔ اس نقطہ کو ہٹا کر ہزاروں لاکھوں کی بخشش کا سامان کر دیا اور ان کی گردنوں سے بہت بڑا بوجھ اٹھالیا اور جب پانچ نمازیں ربّ العالمین کے دربار میں پہنچیں پھر وہی رحمت کا نقطہ ملا کر پانچ کو پچاس بنا دیا۔ جو نقطہ پہلے وبالِ جان تھا اب وہی نقطہ راحتِ جان بن گیا۔

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ)

"خدا تم کو آسانی میں رکھنا چاہتا ہے اور تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا۔"

جواب:۔ (۳) ظاہری چیز معلوم کرنے کے لیے انسان میں پانچ طاقتیں ہیں (پہلی) دیکھنے کی قوت یعنی آنکھ دوسری خوشبو یا بدبو سونگھنے والی طاقت یعنی ناک، تیسری ذائقہ چکھنے والی قوت یعنی زبان، چوتھی اچھی یا بُری آوازیں سُننے والی طاقت یعنی کان پانچویں گرمی یا سردی کی پہچاننے والی طاقت یعنی بدن۔ خداوند تعالیٰ نے ان پانچوں طاقتوں کے مقابلے میں پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔

جواب (۴) اللہ تعالےٰ نے جب انسان کو دنیا میں پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے اللہ نے اس کو جان بخشی اور پھر اس کی ضرورت کی سب سے بڑی پانچ نعمتیں عطا فرمائیں (۱) کھانے پینے کی چیزیں۔ (۲) گرم و سرد لباس (۳) رہائش کے لیے مکان (۴) خدمت کے لیے بیوی نوکر وغیرہ (۵) سفر کے لیے سواری۔ جان کا شکریہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کا اقرار ہے۔ اور زندگی کی ان پانچوں نعمتوں کا شکریہ

پانچ نمازیں مقرر کیں تو جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے وہ ان پانچ نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور جو جان بوجھ کر نماز نہیں پڑھتا وہ کافر یعنی ناشکرا ہے۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ (احدیث)

"جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی تحقیق اُس نے کفر اور ناشکری کی۔"

جواب (۵) انسان کی ساری زندگی پانچ حالتوں سے گزر جاتی ہے، لیٹنے، بیٹھنے کھڑے ہونے، سونے، جاگنے میں۔ اور ان پانچوں حالتوں میں بندہ پر اللہ کی رحمتیں اور نعمتیں ہر وقت بارش کی طرح برستی ہیں جن کا شمار کرنا بھی انسان کی قوت اور طاقت سے خارج ہے، وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا جب انسان ان کو شمار بھی نہیں کر سکتا تو ان کا شکریہ پوری طرح کیسے ادا کر سکتا تھا اس لیے اللہ نے اپنی رحمت سے پانچوں حالتوں کی تمام نعمتوں کا شکریہ پانچوں نمازوں میں رکھ دیا اور پانچ نمازیں فرض کر دیں۔ گویا کہ جس نے پانچوں نمازیں پڑھ لیں اُس نے اپنی ہر حالت اور خدا کی ہر نعمت کا شکریہ ادا کر دیا۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

"خدا تم پر آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔"

جواب (۶) دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد انسان پر پانچ مصیبتیں آتی ہیں۔ موت۔ قبر۔ پلصراط، بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملنا۔ جنت کا دروازہ بند ہونا خداوندِ کریم نے ان پانچوں مصیبتوں کے رفع کرنے کے لیے یہ پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔

مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوٰتِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِخَمْسِ خِصَالٍ يَرْفَعُ عَنْهُ ضِيْقَ الْمَوْتِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ يُعْطِيْهِ اللّٰهُ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ

كَالْبَرْقِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ (زواجر ابن حجر مکی)

"جس نے پانچوں نمازیں ادا کیں اللہ تعالےٰ اس کو پانچ چیزیں عنایت کرے گا، موت کی سختی سے بچائے گا، قبر کی تنگی اور عذاب سے محفوظ رکھے گا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دے گا، پلصراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا جنت میں بلا حساب داخل ہو گا۔"

سوال :- (۳) ان پانچوں نمازوں کے لیے علیحدہ علیحدہ یہ خاص اوقات ظہر، عصر، مغرب، عشار، فجر ہی کیوں مقرر ہوئے؟

جواب :- (۱) ظہر کا وقت اس لیے مقرر کیا گیا کہ دنیا میں سورج بہت بڑا کرّہ ہے۔ مشرک سورج پرست اس کو پوجتے ہیں۔ اور سورج طلوع ہونے سے اس کی پوجا شروع ہو جاتی ہے۔ اور یہ سورج دوپہر تک روشن ہوتا اور چڑھتا ہے اور اس کی تمازت (تیزی) بڑھتی چلی جاتی ہے لیکن دوپہر کے بعد سورج ڈھلنے لگتا ہے اور اس کا غرور اور تیزی گھٹنی شروع ہو جاتی ہے اور اس کا گھٹنا اور ڈھلنا ہی اس کے فانی ہونے کی نشانی ہے جب سورج ڈھل گیا تو خدائے برحق نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ اے لوگو! صبح سے دوپہر تک باطل خدا یعنی سورج کی مشرکین نے پوجا کی۔ اے ہمارے پوجنے والو کہاں ہو، آؤ اور ہمیشہ ہمیشہ ایک حالت پر رہنے والے خدا کی پوجا کرو اور مشرکین کے مقابلہ میں ظہر کی نماز پڑھو۔ ان مشرکوں پر سورج پرستی سے غضب نازل ہو گا اور تم پر نماز کی وجہ سے رحمت نازل ہو گی۔

جواب (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام جب غار سے باہر نکلے تو بچپن ہی میں فطری طور پر حقیقی معبود کی تلاش کی تڑپ دل میں موجود تھی۔ چنانچہ رات کے وقت

Scanned with CamScanner

چمکدار ستارے دیکھ کر بے ساختہ کہنے لگے، یہ میرے رب ہیں۔ مگر جب وہ چھپ گئے تو فرمایا کہ چھپنے والے اور فانی سے میں محبت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد چاند نکلا اس کی روشنی ستاروں سے بڑھی ہوئی تھی۔ اس کو دیکھ کر کہنے لگے میرا خدا یہ ہے۔ مگر صبح کے وقت اس کا نور بھی غائب ہوگیا۔ افسوس کے ساتھ کہنے لگے کہ اب اگر میرے رب نے میری دستگیری نہ فرمائی تو میں یقیناً گمراہ ہو جاؤں گا۔ صبح کے وقت جب سورج نکلا تو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے، بس میرا رب یہی ہے اور یہ سب سے بڑا بھی ہے۔ لیکن جب وہ بھی ڈھلنے لگا اور اس کی روشنی ہلکی ہونے لگی تو کہنے لگے کہ میں شرک سے بیزار ہوں اور میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کرلیا جس نے زمین و آسمان پیدا کیے۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ الخ (پ ۷) رب العزت کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات پسند آگئی۔ جس طرح ان کی قربانی اور حضرت ہاجرہ کی صفا و مروہ پر پانی کے لیے دوڑنا اور انصار و مہاجرین کا سینہ نکال کر ہاتھ ہلاتے ہوئے طواف کرنا پسند آگیا اسی طرح اس موحد اعظم ابراہیمؑ کی یادگار میں سورج ڈھلنے کے بعد نمازِ ظہر فرض قرار دی گئی تاکہ ظہر کی نماز پڑھنے والوں کا حشر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہو۔ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ وہی لوگ ہوں گے جو آپ کا اتباع اور تابعداری کریں گے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ ط (پ ۳ آل عمران)

جواب (۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں آپ تشریف فرما تھے استنے میں یہودیوں کی ایک

جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی، اے محمدؐ ہم آپ کی خدمت میں کچھ ایسی باتیں پوچھنے آئے ہیں جن کو جلیل القدر پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں بتا سکتا. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوچھو۔

یہود :۔ اے محمدؐ! آپ کی اُمت پر رات دن میں پانچ نمازیں کیوں فرض ہوئیں اور ان کے لیے یہ ہی پانچ اوقات کیوں مقرر ہوئے ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم :۔ اے یہود! ظہر کی نماز میں یہ حکم ہے، کہ اس وقت فرشتے آسمان پر تسبیح پڑھتے ہیں اور اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس وقت دُعا قبول کی جاتی ہے اس لیے اللہ تعالےٰ نے اس وقت کی نماز فرض کردی تاکہ ملائکہ کا ساتھ میسر ہو جائے اور ان کی دُعا قبول ہو جائے اور ان کے اعمال جلد آسمان پر پہنچ جائیں ۔ جو شخص ظہر کی نماز پڑھے گا حق تعالےٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دے گا اور وہ دوزخ میں نہ جائے گا (مجالسِ سنیہ)

نوٹ :۔ اس حدیث کو اگر کوئی صاحب کتبِ صحاح میں پائیں تو مہربانی فرما کر مجھے اطلاع دیں ۔

س :۔ نماز کے لیے عصر کا وقت کیوں مقرر ہوا ؟

جواب :۔ عصر کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے وہ درخت کھایا تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے انکو ممانعت کی تھی اور اس کے کھانے کے سبب برہنہ یعنی ننگے ہو گئے تھے اور عتابِ الٰہی میں مبتلا ہو کر جنت سے نکالے گئے اور دنیا کے قید خانے میں پھینک دیئے گئے ۔ اور یہ جو کچھ ہوا عصر کے وقت ہوا کیونکہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے درخت ممنوعہ کھا کر خدا کو ناراض کیا تھا، اس کے مقابلہ میں امتِ محمدیہ کو ہر طرح کے کھانے پینے سے منع کر دیا اور تھوڑی دیر کیلئے نماز میں مشغول کر کے روزہ دار کی طرح بنا دیا تاکہ خدا کی رضا مندی حاصل کر کے رحمت و انعام کا مستحق ہو

جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی بیوی حضرتِ حوّا سے کلام کرکے دھوکہ میں آگئے۔ اس کے مقابلہ میں اِس اُمّتِ محمّدیہ پر اِس وقت میں بیوی ہی سے نہیں بلکہ سارے جہان سے کلام کرنا حرام اور منع فرمایا کہ آدم علیہ السلام نافرمانی کرکے دانہ کھاکر بیوی کی باتوں میں آکر کیسی حیرانی کو پہنچے، جنّت سے نکالے گئے اور دُنیا کے قید خانہ میں ڈالے گئے اور یہ اُمّت اس وقت میں فرمانبرداری کرکے نماز پڑھ کر دانہ پانی چھوڑ کر غیروں سے باتیں نہ کرکے مقبولِ بارگاہ ہوکر جنّت میں داخل ہوجائے۔

جواب (۲) حضرت یونس علیہ السلام کو خدا نے چار اندھیروں میں قید کیا (۱) دریا کا اندھیرا (۲) مچھلی کے پیٹ کی تاریکی کا اندھیرا (۳) اس مچھلی کو اس سے بڑی مچھلی نے نگل لیا، اس کی تاریکی اور اندھیرا (۴) رات کا اندھیرا ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط حضرت یونس علیہ السلام نے ان تاریکیوں اور اندھیروں سے گھبرا کر مچھلی کے پیٹ میں تسبیح لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط پڑھنی شروع کردی۔ اس آیۂ کریمہ کے پڑھنے کا یہ اثر ہوا کہ مچھلی کو یہ حکم ہوا کہ بہت جلد یونسؑ کو زمین پر چھوڑ آ۔ قرآن مجید فرماتا ہے وَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ط "اگر وہ تسبیح نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔" چنانچہ مچھلی نے آپ کو خشکی پر ڈال دیا:۔ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ط اور یہ وقت عصر کا تھا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام نے ان چاروں اندھیروں سے نجات پانے کے شکریہ

میں دو رکعتیں بھی پڑھی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس امت پر بھی اس وقت میں چار رکعت فرض کر دیں تاکہ یونس علیہ السلام کی مصیبت کو یاد رکھیں اور اللہ کے نام اور اس کی تسبیح کی قوت کا خیال رکھیں۔ اور نماز کی برکت سے یونس علیہ السلام کی طرح ہر طرح کی تاریکیوں و مُصیبت سے محفوظ رہیں۔

جواب (۳) خدائے تعالیٰ نے ہر آدمی کے لیے مرنے کے بعد قبر اور دوزخ کا سوال مقرر کیا ہے اور مُردے کے لیے یہ وقت بہت ہی مشکل اور کٹھن تھا اور نہایت ہی عاجزی اور بے کسی کا موقعہ تھا خداوندِ کریم نے اپنے بندوں سے یہ مشکل اس طرح دور فرمائی کہ ان پر عصر کی نماز فرض کر دی کیونکہ قبر میں جب مُردہ کے دوبارہ جان ڈالی جائے گی اور اس کو زندہ کیا جائے گا تو اس کو یہی معلوم ہو گا کہ عصر کا جاتا ہوا وقت ہے اور سورج چھپنے کے قریب ہے۔ اِدھر منکر نکیر نہایت تیزی سے ڈراؤنی شکل میں آکر اس سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون ہے۔ اور یہ نمازی شخص نماز کی فکر میں ایسا مستغرق اور مشغول ہو گا کہ اس کو منکر نکیر کے سوال کی کچھ بھی پرواہ نہ ہو گی اور اس کو ان سے کسی قسم کا خوف و ہراس بھی نہ ہو گا۔ پس خدا نے عصر کی نماز اس حکمت سے فرض کی کہ مسلمان اس وقت نماز کا عادی رہے اور قبر کے سوال کے وقت صرف نماز ہی یاد رہے اور اس کا دل صرف نماز ہی کی طرف متوجّہ رہے اور منکر نکیر کی آواز کی طرف چنداں دھیان نہ کرے بلکہ وہ نماز ہی نماز پکارتا رہے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، اس جہان کی زندگی میں صدہا واقعات ایسے گذرے اور اب بھی ہوتے رہتے ہیں

Scanned with CamScanner

کہ کسی مرغوب شئے کے شغل میں لگ کر اس کے سوا کسی چیز کی بھی خبر نہیں ہوتی۔

قصہ امام محمدؒ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ اس طرح لکھا ہے کہ کسی سڑک کے کنارے بیٹھے ہوئے کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک شاندار بارات گذری جس کے ساتھ شان و شوکت کے باجے گاجے بھی تھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اس بارات کا بالکل بھی پتہ نہ چلا اور برابر اپنے مطالعہ میں مشغول رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد چند آدمی جو بارات سے پیچھے رہ گئے تھے، امام صاحبؒ کے پاس آئے آپ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے آپ سے بارات کی بابت دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی بارات تو نہیں گذری۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے کوئی خبر نہیں۔ البتہ اتنا جانتا ہوں کہ کتاب پر اچانک گرد پڑ گیا تھا اور وہ میں نے پھونک مار کر اڑا دیا تھا۔ اور اس سے زیادہ مجھے کوئی خبر نہیں۔

ایک طالب علم کا قصہ

مشہور ہے کہ ایک طالب علم کسی دوکان پر رات کے چراغ کی روشنی میں کتاب دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں بادشاہ کا جلوس گذرا۔ (سواری نکلی) اس میں مشعلیں روشن تھیں۔ یہ طالب علم ان مشعلوں کے پیچھے پیچھے کتاب دیکھتے ہوئے چلے۔ جب سواری شاہی محل کے قریب پہنچی تو یہ طالب علم بھی ساتھ چلنے لگے شاہی ملازموں نے چاہا کہ اس کو روک دیں لیکن بادشاہ نے اشارے سے منع کر دیا کہ دیکھو تو سہی کہاں تک جاتا ہے۔ آخر کار یہ طالب علم مطالعہ کرتے کرتے ان مشعلوں کے پیچھے پیچھے محل کے اندر پہنچ گئے اور وہاں بھی برابر کتاب

کا مطالعہ کرتے رہے ۔ جب مطالعہ ختم کر چکے تو کیا دیکھتے ہیں کہ میں شاہی محل کے اندر ہوں اور بادشاہ بھی موجود ہیں ۔ بہت گھبرائے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے بلا اجازت شاہی محل میں گھس آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے ۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا کہ مولوی صاحب آپ گھبرایئے نہیں بلکہ اگر آپ کا کوئی مطلب ہو تو بیان کیجئے ۔ جو کچھ آپ فرمائیں گے اس کو ہم پورا کریں گے ۔ طالب علم نے کہا کہ جناب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں البتہ تیل نہ ہونے کی وجہ سے مطالعہ دیکھنے میں مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے بنیئے کی دکان پر جا کر اس کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کر لیتا ہوں ۔ اور بعض دفعہ وہ جلدی دکان بند کر دیتا ہے اور میرا مطالعہ باقی رہ جاتا ہے تو بہت تکلیف ہوتی ہے ۔ آپ مہربانی فرما کر بنیئے سے فرما دیں کہ وہ مطالعہ کے لیے مجھے تیل دے دیا کرے ۔

مشکوٰۃ کی حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصہ آتا ہے ، کہ ایک دفعہ وہ بیٹھے ہوئے تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کیا ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب نہ دیا ۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر ان کی شکایت کی کہ عثمانؓ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا ۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروقؓ کو اپنے ہمراہ لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سلام کا جواب نہ دینے کا سبب دریافت فرمایا ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تو عمرؓ نے سلام نہیں کیا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ان کو سلام کیا لیکن یہ سوچ رہے تھے اور انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا ۔

اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، واللہ میں نجات کے متعلق سوچ رہا تھا اور مجھے عمر رضی اللہ عنہ کے سلام کی بالکل خبر نہ ہوئی۔ تب اس کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تصدیق فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

قبر کی زندگی کا فلسفہ

خدائے برتر نے ہر ایک چیز میں حیات (یعنی زندگی) کا مادہ رکھا ہے۔ اس حیات کے ظاہر ہونے کے لیے پانی، ہوا وغیرہ کو سببِ خاص بنایا ہے اور جب بھی وہ سببِ خاص اس قدرتی مادۂ حیات کے ساتھ ملے گا وہ مادہ فوراً زندہ ہوگا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ مثلاً انڈے میں حیات کا مادہ موجود ہے اور اس کو اپنی حیات کے لیے ایک بہت ہلکے درجہ کی حرارت کی ضرورت ہوئی چنانچہ جس وقت حرارت جانوروں کے پروں یا مشین کے ذریعہ پوری کردی جاتی ہے تو وہی انڈا جو اس سے پہلے بالکل مُردہ تھا اور بظاہر کوئی حیات اس میں معلوم نہیں ہوتی تھی اب بچہ بن کر چوں چوں کرتا پھرتا ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ط اور یہ مُردہ انسان تو ایک عرصۂ دراز تک صاحبِ حیات اور زندہ رہ چکا ہے اور اس میں ہر طرح کی حیات کی مناسبت بھی موجود ہے جب قبر میں دفن ہوا، خدا نے زمین سے ایک خاص حرارت ایسی عطا کی جس کے سبب مُردہ زندہ ہو گیا اور اتنی دیر تک زندہ رہا کہ نکیرین کے سوالات کا جواب وغیرہ دے سکے مگر پھر ہوا کے موجود نہ ہونے کے باعث اسکی یہ خاص حیات کا سلسلہ تادیر نہ رہ سکا اور قیامت تک کے لیے پھر سُلا دیا گیا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہرگز نہیں داخل ہوگا جہنم میں جس نے صبح اور عصر کی نماز پڑھی۔ (مسلم شریف)

مغرب کے وقت نماز مقرر کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب (۱) مغرب کے وقت جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو آپ نے اس کے شکریہ میں نماز پڑھی تھی کیونکہ آدم علیہ السلام کی معافی ان پر اور ان کی اولاد پر بھی بہت بڑا احسان تھا جس کا شکریہ آدم علیہ السّلام کی طرح ان کی تمام اولاد پر بھی ضروری ہوا اور مغرب کی نماز فرض کر دی گئی۔

جواب (۲) حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس یا اسی سال تک فراق یوسف علیہ السلام میں بے چین و بے قرار رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا رحم فرمایا اور قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ لے کر ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کرتہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کے چہرہ پر ڈالا گیا تو اس کی یہ تاثیر ہوئی کہ آپ کی گئی ہوئی بینائی واپس آگئی اور سارا غم دور ہو گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے قاصد سے یہ دریافت کیا کہ یوسف علیہ السلام کی خیریت تو پھر بتلائیو پہلے یہ بتا کہ تو نے میرے یوسفؑ کو کس دین پر پایا؟ اس نے مذہب تو نہیں بدلا؟ اس نے کہا، نہیں بلکہ ابراہیمی دین پر قائم ہیں تب حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اس کے شکریہ میں تین رکعتیں پڑھیں۔ ایک اپنی بینائی کے واپس ہونے کا شکریہ دوسری حضرت یوسفؑ کے زندہ رہنے کا شکریہ تیسری رکعت یوسفؑ کے دینِ ابراہیمی پر قائم رہنے کا شکریہ اور ان کے اتباع میں اُمّتِ مرحومہ پر نماز فرض کر دی گئی فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ پہلے

پیغمبروں کے لائے ہوئے اصول کی آپ بھی تبلیغ کیجیے۔

جواب (۳) مغرب کے وقت روشن دن ختم ہوا۔ سورج کے غروب کے بعد کالی رات آئی جو ہزاروں موذی جانوروں، بلاؤں اور خبیث جنات کے نکلنے کا وقت ہے۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے بعد بچوں کو باہر نکلنے کی ممانعت فرما دی تاکہ ان کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ گویا کہ دن ختم ہوا اور ہزاروں آفتیں آنی شروع ہوئیں۔ ادھر باوجودیکہ دونوں آنکھیں موجود ہیں لیکن تاوقتیکہ کوئی اور روشنی نہ ہو، دونوں بیکار ہیں۔ حفاظت کے تمام ذرائع مفقود ہیں ناپید ہیں۔ ان حالات میں حافظ حقیقی کی حفاظت ہی کافی ہو سکتی تھی اور اس کی حفاظت حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ (حدیث) تاکہ نماز پڑھ کر اللہ کے نام کی برکت سے تمام رات ہر قسم کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہے۔

جواب (۴) دن بھر کی تمام نعمتیں شام کو ختم ہوئیں۔ اس صورت میں لازم تو یہ تھا کہ دن بھر کی ساری نعمتوں کا شکریہ علیحدہ علیحدہ ادا کیا جاتا لیکن باری تعالیٰ کے انعامات اس قدر ان گنت ہیں کہ ان کا شکریہ تو بجائے خود رہا ان کا شمار کرنا ہی انسانی طاقت سے باہر تھا۔ اس لیے جب دن پورا انعامات اور رحمتوں کی بارش برسا کر رخصت ہو گیا۔ اور یہ اعتبار ہر ایک شے کے خاتمہ اور آخر ہونے پر ہے۔ اگر دن کے ختم ہوتے پر نماز پڑھ لی جائے تو تمام دن کی پوری نعمتوں کا شکریہ ادا ہو گیا۔

س: عشاء کی نماز فرض ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب (۱) موسیٰ علیہ السلام سارے دن چار فکروں میں مبتلا رہے (۱) اپنا دریائے نیل سے صحیح وسالم پار ہونے کا فکر (۲) اپنی قوم کا صحیح سالم دریا کو عبور کرنے کا فکر (۳) فرعون سے نجات پانے کا فکر (۴) دشمن کی تباہی، یعنی فرعون اور اس کے لشکر کے غارت ہونے کا فکر۔ عشاء کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان چاروں فکروں سے نجات بھی دے دی اور فرعون مع لشکر کے اسی دریا میں غرق بھی کر دیا گیا۔ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ط ان چاروں غموں کے دُور ہونے کے بعد اللہ کے شکر یہ میں عشاء کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار رکعتیں ادا کیں اور وہی شکر یہ اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمّدیہ پر بھی ضروری قرار دیا تاکہ باطل کے مقابلے میں حق کی کامیابی پر یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے رہا کریں۔ کیونکہ ہر کامیابی اللہ تعالیٰ ہی کیطرف سے ہوتی ہے اور انسان اپنی قوت سے کسی کامیابی کو حاصل نہیں کر سکتا۔

جواب (۲) حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا شرف عین عشاء کے وقت حاصل ہوا تھا۔ مگر وہ خاص قسم کی معراج تو حضورؐ ہی کے ساتھ مخصوص تھی لیکن اس کی یادگار نقل اور روحانی معراج یعنی نماز تمام مسلمانوں کے حصے میں آئی۔ اس لیے اصل اور نقل میں مناسبت کے لیے یہ روحانی معراج کے لیے بھی عشاء کا وقت مقرر ہوا۔ کیونکہ اوّل تو

مبارک اعمال کے اوقات بھی بابرکت ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت کی مطابقت کی وجہ سے پوری یادگار بھی قائم رہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے وقت آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر اللہ سے ملاقات کی اور آپ کی اُمت بجائے آسمانوں کے مسجدوں میں پہنچ کر اپنے رب کی زیارت سے روحانی طور پر شرف اندوز ہوتی ہے

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ط "نماز مومنوں کی معراج ہے" (حدیث)

جواب (۳) چاروں نمازوں کے اوقات ایسے ہیں کہ ان میں غیر مذاہب کے افراد غیر اللہ کی عبادت، بندگی اور پوجا کرتے ہیں، اور مسلمانوں کے لیے عشاء کا وقت مخصوص ہے۔ اس وقت میں وہ ہر شخص چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو، کھانے، پینے، سونے اور تماشہ وغیرہ کے علاوہ خدا کی عبادت اور اس کی بندگی نہیں کرتا۔ مسلمان اس خاص وقت میں بھی اپنی اصلی ڈیوٹی (فریضہ) جس کے لیے وہ پیدا کئے گئے ہیں، پوری کرتے ہیں اور خوشی خوشی انجام دیتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ط " ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔" پ۲۷

مسلم شریف میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے۔ جس کا ماحصل اور مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں گھر سے تشریف لانے میں دیر ہوگئی۔ جو لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے آئے تھے وہ دیر کی وجہ سے اونگھنے لگے۔ کچھ دیر بعد حضور

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمانے لگے خوش ہو جاؤ، تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے تھے جس کا اس وقت تمہارے سوا کسی نے بھی انتظار نہیں کیا۔ اور یہ عشاء کا وقت خاص کر تم ہی کو عطا کیا گیا ہے (مسلم)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین پر عشاء اور فجر کی نماز سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ ان نمازوں کا کتنا بڑا ثواب ہے تو وہ لوگ گدڑیوں اور گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔ (مسلم شریف)

س:- صبح کی نماز کیوں فرض ہوئی؟

جواب (۱) جب آدم علیہ السلام جنت سے دُنیا میں تشریف لائے تو رات کی تاریکی اور اندھیرا دیکھ کر رات بھر ڈرتے رہے اور خوف کی وجہ سے تمام رات روتے رہے۔ کیونکہ وہ تو جنت کے رہنے والے تھے انہوں نے رات اور اندھیرا کہاں دیکھا تھا جب صبح ہوئی اور رات کی تاریکی کافور ہوئی تو آپ نے اس کے شکریہ میں دو رکعتیں ادا کیں۔ حق تعالیٰ نے اس امت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے وہی نماز فرض کر دی تاکہ امت اس کو ادا کرتی رہے اور یہ سمجھا کرے کہ ہمارے دکھ درد کو خوف و پریشانی کو خدا ہی دور کرنے والا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے رات کی تاریکی سے نجات پا کر شکریہ ادا کیا تھا۔ اور یہ امت قبر اور حشر کی تاریکی کا پہلے سے ہی فدیہ دیتی ہے۔

نوٹ:- شکریہ بعد میں ہوتا ہے اور فدیہ پہلے۔ حضرت آدم علیہ السلام

Scanned with CamScanner

رات کی تکلیف اُٹھا چکے تھے۔ اور یہ اُمت قبر و حشر کی تاریکی سے فدیہ دے کر پہلے ہی محفوظ رہنے کی سبیل کرتی ہے۔

جواب (۲) صبح کا وقت غافل دنیا والوں کے آرام کا ہے۔ کیونکہ رات بھر وہ کھیل تماشوں میں مصروف رہتے ہیں پھر صبح سویرے کیسے اٹھیں۔ اس لیے صبح کی نماز ایسے لوگوں پر نہایت بھاری اور مشکل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو بروں سے علیحدہ کرنے کے لیے صبح کی نماز فرض کر دی تاکہ نمازی آدمی بے نمازیوں کو سوتا چھوڑ کر نماز پڑھ کر اللہ کی رحمت اور اس کے خاص فضل کا مستحق ہو جائے۔ پھر جس طرح آج یہ لوگ حکمِ الٰہی کی وجہ سے بے نمازیوں کو سوتا ہوا چھوڑ مسجدوں میں چلے گئے تاکہ وہاں پہنچ کر سب مل کر عبادت کریں۔ اسی طرح قیامت کے روز نمازی آدمی بے نمازیوں کو روتا ہوا چھوڑ کر جنت میں پہنچ کر دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گے۔

جواب (۳) صبح کا وقت دیدارِ الٰہی کے وقت سے خاص مشابہت رکھتا ہے۔ اس لیے اس وقت کی نماز بالخاصہ دیدارِ الٰہی کی دوا ہوئی۔ کیونکہ جب دیدار کا مشابہ وقت ہم کو مناجات اور دربار کی حاضری کے لیے ملا تو یقیناً اس کے بدلہ میں اصلی دیدار اور حاضری بھی نصیب ہو گی۔

اِنکُمْ ستورن ربکم عیانا فان ستطعتم ان لا تغلبوا علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس فافعلوا (بخاری شریف)	"اے لوگو! قیامت کے دن تم اپنے رب کے آمنے سامنے ہو کر زیارت کرو گے۔ مجرب عمل

اگر تم سے ہو سکے تو صبح کی نماز ہے
اسے کبھی نہ چھوڑنا۔"

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں نہ رات ہو گی نہ دن لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا ۱ رپ ا یعنی جنت میں ایسا نورانی وقت ہے جیسا کہ دنیا میں صبح کا وقت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص صبح کو اُٹھ کر نماز کی طرف جاتا ہے وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ چلتا ہے اور جو صبح کو اٹھ کر بازار جاتا ہے وہ شیطان کے جھنڈے کے ساتھ چلتا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

سوال:۔ پانچ نمازوں کی رکعتیں دو دو تین تین چار چار کیوں ہیں۔ اس سے کم و بیش کیوں نہیں۔

جواب:۔ انسان کے بدن میں اللہ تعالےٰ نے پانچوں حواس ظاہری رکھے ہیں جن پر اس کی زندگی کا لطف اور ذائقہ موقوف ہے۔ اگر یہ حواس نہ ہوتے تو آدمی بالکل گوشت کا لوتھڑا تھا اور ہرگز کسی کام کا نہ تھا۔ آنکھ اور ناک، زبان، کان اور حس (یعنی چھونے کی قوت) اگر یہ حواس نہ ہوتے، گرمی سردی کی پہچان، بدبو خوشبو کی تمیز اچھی اور بری کا فرق، مزہ اور بدمزگی کا امتیاز ہرگز ہرگز اس کو حاصل نہ ہوتا۔ اور رب العالمین کی لاکھوں نعمتوں کو انہی حواس کے ذریعہ ہی سے انسان برتتا اور استعمال کرتا ہے پھر ان نعمتوں کے شکریہ میں حواس کی گنتی کے موافق اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں۔ ہر ایک حس کے مقابلہ میں ایک ایک نماز فرض کی۔ پھر

جس حد تک یہ پانچوں حواس کام کر سکتے تھے اسی حد اور شمار کے موافق پر ایک نماز کی رکعتیں مقرر ہوئیں۔

قوتِ حس:۔ چھونے کی قوت۔ اس سے دو فائدے ہیں۔ گرم چیز کی گرمی محسوس کرنا، سرد چیز کی سردی اور ٹھنڈک کا پتہ لگانا۔ اور یہ قوت تمام جسم میں موجود ہے اور کسی خاص عضو کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اس کے شکریہ میں صبح کی نماز کی دو رکعتیں ہیں جو تمام رات گذرنے کے بعد آتی ہے۔

شامّہ:۔ سونگھنے کی قوت، ناک، یہ قوت چاروں طرف سے کام دیتی ہے اور ہر طرف کی خوشبو، بدبو معلوم کر لیتی ہے۔ اس لیئے شکریہ میں ظہر کے اندر چار رکعتیں مقرر ہوئیں۔

ذائقہ:۔ چکھنے والی قوت، زبان، چار ذائقے معلوم کر لیتی ہے۔ ترش (کھٹا) شیریں (میٹھا) نمکین۔ تلخ (کڑوا) اس لیے عصر میں بھی چار رکعتیں مقرّر ہوئیں۔

باصرہ:۔ دیکھنے والی قوت، آنکھیں۔ تین طرف سے دیکھتی ہیں سامنے سے، داہنی طرف سے، بائیں طرف سے۔ مگر پیچھے سے کچھ نہیں دیکھ سکتیں۔ اس کے مقابلہ میں تین رکعتوں والی نماز مغرب کی فرض کی گئی تاکہ اس کا شکریہ بھی ادا ہو جائے۔

سامعہ:۔ سننے کی قوت، کان۔ چاروں طرف سے آواز کو سنتے ہیں۔ رات میں بھی ہر طرح کی آواز سنتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں نمازِ عشاء

Scanned with CamScanner

کی چار رکعتیں فرض کی گئیں ہیں تاکہ ان نعمتوں کا شکریہ ادا ہو جائے۔ اگر یہ نمازیں فرض نہ ہوتیں تو کبھی بھی انسان خدا کی ان سب نعمتوں کے شکریہ سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا تھا۔ پس جو شخص پانچوں وقت نماز ادا کرتا رہے وہ شکر گزار ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا وہ شکر گزار نہیں۔

سوال :۔ نماز کے اندر سات فرض (۱) تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا) (۲) قیام (کھڑا ہونا) (۳) قرأت (قرآن شریف پڑھنا) (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) آخری قعدہ (۷) سلام، کیوں ہیں۔

جواب (۱) انسان کے جسم کو اللہ تعالےٰ نے سات چیزوں سے بنایا ہے۔ گوشت، ہڈیاں، خون، رگیں، اعصاب (پٹھے) مغز (گودا) جلد (کھال)۔ ان ساتوں کے شکریہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر رکعت میں سات فرض مقرر کیے ہیں تاکہ جسم کے ہر حصہ کا شکریہ ادا ہو جائے۔ ان اعضاءِ انسانی میں یہ اتصال واتحاد ہے کہ اگر ایک عضو بھی نہ رہے یا بیمار ہو جائے تو سارے جسم کی صحت اور تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نماز میں ساتوں فرضوں میں سے بھی کوئی فرض جان کر ادا نہ کیا یا بھول کر اچھی طرح ادا نہ ہو سکا تو ساری نماز بیکار اور ناقص ہو جاتی ہے۔

جواب (۲) نماز مجموعہ ہے تمام فرشتوں کی عبادت کا اور فرشتوں میں مختلف گروہ ہیں۔ ہر گروہ کی عبادت کا طریقہ مختلف اور جُدا ہے۔ ایک جماعت تو صبح شام تکبیر و تہلیل میں مشغول رہتی ہے۔ دوسری جماعت تلاوتِ قرآن میں رات دن مصروف رہتی ہیں۔ تیسری جماعت جب سے

وہ پیدا ہوئی ہے اللہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہے اور قیامت تک اسی طرح ہاتھ باندھے کھڑی رہے گی۔

چوتھا فرقہ رکوع میں جھکا ہوا تسبیح کر رہا ہے۔ پانچواں گروہ سجدے میں پڑے ہوئے تسبیح کر رہا ہے۔ چھٹی جماعت گھٹنوں کے بل دوزانو التحیات کی صورت میں بیٹھی ہوئی اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے۔ ان میں سے جس کو کہیں جانے کا حکم ہوتا ہے وہ فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کر حکم الٰہی بجا لاتے ہیں۔ اور پھر اپنی جگہ واپس ہو کر بدستور تسبیح و تقدیس میں لگ جاتے ہیں۔ پس تمام فرشتے سات طریقہ پر عبادت الٰہی کرتے ہیں۔ تو حق تعالےٰ نے وہ ساتوں طریقے اس اُمت کی نماز میں جمع کر دیے تاکہ ہر نمازی نماز پڑھ کر تمام فرشتوں کی عبادت کا ثواب حاصل کرے اور فرشتوں کے ساتھ ان کا حشر ہو۔

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ "جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں شمار ہوگا۔"

س:۔ پانچ وقت کی نمازوں میں سترہ رکعتیں ہیں۔ اٹھارہ یا اُنّیس وغیرہ کیوں نہیں؟

جواب:۔ نماز شبِ معراج میں فرض ہوئی۔ اور نماز کو معراج المومنین کہتے ہیں۔ شبِ معراج میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیر کے مقامات بھی سترہ ہیں۔ ساتوں آسمانوں کی سیر کی۔ آٹھوں دروازوں سے جنّت کی

سیر فرمائی۔ عرش الٰہی کو دیکھا۔ کرسی کو ملاحظہ فرمایا۔ اور یہ سب مل کر سترہ مقامات ہوتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج ہو کر پھر ان مقامات کی سیر نصیب ہوئی۔ اور آپ کی اُمّت نماز میں سترہ رکعتیں پڑھ کر انہی سترہ مقامات کی روحانی سیر کرتی ہے اور روحانی طور پر ان ہی مقامات تک پہنچ جاتی ہے جن مقامات پر ہمارے تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم پاک کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔

س:۔ نماز میں کعبہ کیطرف مُنہ کیوں ضروری ہے

جواب (۱) اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کا محتاج نہیں۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون ہمارے حکم کی اطاعت کرتا ہے اور خلاف ورزی کون کرتا ہے جس طرح پیدائش اور مادّے کے لحاظ سے آدم علیہ السّلام سے فرشتے زیادہ افضل تھے کیونکہ ان کی پیدائش نور سے ہوئی اور آدم علیہ السلام کی مٹی سے۔ اسی طرح انسان کو کعبہ کی زمین اور اس کی دیواروں پر شرف اور بزرگی حاصل ہے۔ جس طرح آسمان میں اللہ تعالیٰ نے اصلی تابعدار اور نقلی تابعدار کو آزمایا تھا کہ کون آدم علیہ السلام کو سجدہ کرتا ہے اور کون اپنی بڑائی پر نظر کر کے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کرتا۔ اسی طرح دُنیا میں ربّ العالمین انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ کون بلا چون وچرا کعبہ کی طرف سجدہ کر کے مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے اور کون اس پر اعتراض کر کے نافرمان ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

بعض غیر مسلم مسلمانوں پر کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی وجہ سے بُت پرستی کا اعتراض کرتے ہیں

دراصل ان لوگوں کو اسلامی تعلیم سے واقفیت نہیں۔ اسی بناء پر بغیر سوچے سمجھے مسلمانوں پر خواہ مخواہ اعتراض جڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ "درِّ مختار" جو مسلمانوں کی معتبر قانونی و مذہبی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز میں یہ نیت اور ارادہ کرے کہ میں کعبہ کو سجدہ کرتا ہوں، وہ کافر ہو جاتا ہے مسلمان نہیں رہتا۔ یہاں تو صرف حکم کی اطاعت کا اندازہ اور امتحان مقصود ہے۔ جس طرح فرشتوں سے (خاکی پتلا) حضرت آدم کو سجدہ کرایا اسی طرح اہلِ اسلام سے کعبہ کی طرف سجدہ کرا کے اپنے فرمانبرداروں کو آزمایا اور دکھایا۔ نیز فرشتوں اور انسان جیسے اشرف المخلوقات سے خودی اور تکبر کے بت کو توڑ کر اپنے قادر و مختار اور مالک ہونیکا مظاہرہ کرایا کہ ہم ایسی قدرت والے ہیں کہ اعلیٰ کو ادنیٰ کی طرف بڑے کو چھوٹے کی طرف جھکا ہی نہیں دیتے بلکہ سجدہ جیسی حرکت بھی کرا دیتے ہیں۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط (پ۳)	اور تُو جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے تیرے ہاتھ بھلائی ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

جواب (۲) جسمانی عبادت کی خوبصورتی اور اس کا حُسن اتفاق اور اتحاد کی صورت میں ہوتا ہے اور اتحاد کی صورت بغیر ایک طرف متوجہ

ہوئے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے عبادت کو اتفاق اور یگانگت کی صورت میں لانے کے لیے نماز کے اندر کعبہ کی طرف منہ کرنے کو ضروری قرار دیا گیا۔

سوال:۔ اگر نماز کے لیے قبلہ لازمی اور ضروری تھا تو بیت المقدس جو اہلِ کتاب کا سب سے اوّل قبلہ تھا اس کو ہی قبلہ کر دیا جاتا نئے قبلہ کی کیا ضرورت تھی؟

جواب:۔ بیت المقدس ایک پیغمبر یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا اور خانہ کعبہ پانچ پیغمبروں کا بنایا ہوا تھا۔ اوّل اس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے ڈالی۔ جب طوفانِ نوح میں اس کی تعمیر کو نقصان پہنچا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اس کی مرمت کی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے اس کی تعمیر از سر نو اپنے ہاتھوں سے فرمائی اس کے بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ساتھ مل کر اسکی تعمیر کی۔ اور مذہبِ اسلام تمام پیغمبروں کی شریعت اور ان کے مذاہب کو جامع تھا، اس لیے ابتداء میں بیت المقدس ہی ہمارے لیے قبلہ رہا تا کہ عیسیٰ و موسیٰ و سلیمان علیہم السلام وغیرہ کی شریعت پر عمل ہو جائے۔ لیکن اسکے بعد ابراہیمؑ و آدمؑ و نوحؑ وغیرہ کے قبلہ کو قبلہ بنا دیا گیا تا کہ ان سب پیغمبروں کے قبلہ کے بھی ہم وارث ہو جائیں۔ نیز کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ نمازی جناب باری میں ان پانچ جلیل القدر پیغمبروں کا وسیلہ پیش کرتا ہے اور زبان

Scanned with CamScanner

حال سے یہ کہتا ہے کہ اللہ! میں اس قابل کہاں کہ میری نماز تیری شان کے شایان اور قابل ہو۔ لیکن اپنے ان پانچوں پیارے پیغمبروں کے طفیل اور صدقہ میں جنہوں نے یہ کعبہ بنایا ہے میری اس ناقص نماز کو قبول فرما۔

س:۔ نماز کی ابتداء اللہ اکبر کے ساتھ کیوں کی گئی؟

جواب:۔ اللہ اکبر کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور ساری نماز کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ہر فعل سے اللہ کی بڑائی کے مقابلہ میں اپنی عاجزی و بیچارگی کا مظاہرہ کرے۔ اس چیز کے لیے ربّ العزّت نے نماز شروع کرنے سے پہلے ہی بندہ کو بتلا دیا کہ تجھے اپنی ساری نماز اس عنوان کے ماتحت ادا کرنا ہوگی۔ گویا کہ اللہ اکبر نماز کا عنوان ہے۔

جواب (۲) نماز شہنشاہِ مطلق کے دربار کی حاضری کا وقت ہے تاکہ اس خاص وقت میں اپنی درخواست پیش کر سکے اور دنیاوی بادشاہوں کے دربار میں پہنچ کر جب اُن سے کوئی عرض معروض کرنی ہوتی ہے تو بادشاہ کو اس کے سب سے بڑے القاب کے ساتھ پکارا کرتے ہیں اور کچھ تعریف کے بعد اپنی درخواست پیش کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ کے دربار کی خاص حاضری کے لیے اس کے سب سے بڑے القاب کو مقرر کیا گیا کہ اے اللہ! تو سب سے بڑا ہے۔ نہ تیرے مقابلہ میں کوئی بادشاہ ہو سکتا ہے اور نہ کوئی حاکم ہو سکتا ہے۔ اور اللہ اکبر کے بعد سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ سے لیکر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تک تعریف ہوئی پھر اِیَّاکَ نَعْبُدُ اپنا غلام

ہونا قدیمی نمک خوار ہونا بیان کیا۔ پھر اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ سے عرضی کا مضمون شروع کر دیا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ یقیناً اللہ کی پیشی و حضوری میں ہوتا ہے۔ اگر یہ شخص نماز میں اللہ کے سوائے کسی اور چیز کا خیال کرتا ہے تو ربّ العالمین فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو میرا دھیان اور خیال چھوڑ کر اپنے خیال اور دھیان کو کس طرف لے جا رہا ہے۔ کیا تجھ کو مجھ سے بہتر کوئی چیز معلوم ہوتی ہے کہ مجھے چھوڑ کر اُس طرف متوجہ ہو گیا۔ اے میرے بندے سب کا دھیان چھوڑ کر میری طرف آ کیونکہ مجھ سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

سوال :- اللہ اکبر کے ساتھ کانوں کی لَو کے برابر ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں۔

جواب :- عرب کے لوگ جب کسی چیز سے براءت بے تعلّقی اور بیزاری کا اظہار کرتے تھے تو اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اٹھایا کرتے تھے۔ جیسے افکِ عائشہ رضؓ (تہمت کے واقعہ) میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینب رضؓ سے دریافت کیا، "تم عائشہ کے بارے میں کیا کہتی ہو" تو حضرت زینب رضؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی طرف اٹھا کر عرض کیا "اَحۡمِیۡ سَمۡعِیۡ وَبَصَرِیۡ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِهٖ عِلۡمٌ" جہاں تک میری معلومات کا تعلّق ہے میں عائشہ کو اس واقعہ میں بَری سمجھتی ہوں"۔ اسی طرح جب بندہ نے اللہ اکبر کا "(اللہ سب سے بڑا ہے)" کا زبان سے اقرار کر لیا تو ساتھ ہی اپنے ہاتھوں سے اس کے ہر شریک اور برابر سے بیزاری کا اظہار کر دیا۔ تاکہ قول اور فعل یکساں ہو جائے۔

جواب (۲) جب انسان دریا وغیرہ میں ڈوبنے لگتا ہے تو اپنے ہاتھوں کو اوپر کی طرف اٹھایا کرتا ہے کہ شاید کوئی چیز ہاتھ میں آجائے اور میری جان بچ جائے۔ اسی طرح جب بندہ زبان سے اللہ اکبر کہتا ہے اور ساتھ ہی اپنی معصیت اور گناہ کے دریا کا خیال کر کے اوپر کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے کہ اے مولا میں تو ڈوبا لیکن اگر تیری دستگیری ہو جائے اور تو میرا ہاتھ پکڑ لے تو میں اس گناہوں کے دریا میں ڈوبنے سے بچ جاؤں۔ تو گویا ہاتھ اٹھا کر یہ بندہ اللہ کے سامنے اپنی بے چارگی اور بے بسی کا اقرار کرتا ہے۔

سوال:۔ نماز میں ہاتھ باندھ کر کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟

جواب:۔ انسان اپنے گناہوں کے باعث اللہ کا ملزم اور مجرم ہے اور نماز بمنزلہ درخواست کے ہے جو اس ملزم نے رب العالمین کی عدالت عالیہ میں معافی کے لیے پیش کی ہے۔ اگر جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو یہ درخواست بذریعہ وکیل (پیش امام) ہے۔ اگر تنہا بغیر جماعت کے پڑھتا ہے تو خود ہی یہ درخواست عدالت الٰہیہ میں پیش کرتا ہے۔ لہٰذا چونکہ اس وقت اجلاس عالیہ قائم ہوتا ہے، مالک الملک شہنشاہِ اعظم عدالتِ عالیہ میں جلوہ افروز ہیں اور اس ملزم کا مقدمہ پیش ہے، ایسی صورت میں ملزم کا فرض ہے کہ وہ ہاتھ باندھے نیچے نظر کیے غفور الرحیم کے سامنے کھڑا ہو تا کہ اس کی عاجزانہ صورت دیکھ کر ارحم الراحمین کو رحم آجائے اور جہنم کے عذاب سے اس کی جان بخشی ہو جائے۔

س ۔ نماز میں الحمد پڑھنی کیوں ضروری ہے :

جواب :۔ الحمد دراصل درخواست کا مضمون ہے جو حاکم اعلیٰ رب العالمین نے خود اپنے بندوں کو سکھلایا تاکہ عرضی کے مضمون میں کسی قسم کی کمی نہ ہو جائے۔ اور نماز کے متعلق آپ پہلے ہی معلوم کر چکے ہیں کہ نماز عدالتِ الٰہیہ کی حاضری کا نام ہے ۔ اب اگر کوئی شخص عدالت میں حاضر تو ہو گیا لیکن حاکم کے سامنے کوئی درخواست یا عرضی پیش نہ کرے تو پھر عدالت سے کیا خاک ملے گا۔ یا عدالت میں بھی حاضر ہو گیا درخواست بھی دے دی لیکن درخواست کا مضمون یا تو حاکم کی شان کے مناسب نہ ہو، یا درخواست دینے والا اپنے پورے مطلب کو اس میں واضح اور ظاہر نہ کر سکے ، تب بھی عدالت مفید نہ ہو گی ۔ اس لیے ہر شخص پر اگر درخواست کا مضمون چھوڑ دیا جاتا تو یا تو درخواست پیش کرنے والا مالک کی شان کے مناسب درخواست نہ دیتا یا اس کی شان کے مناسب بھی اگر درخواست دے دیتا تو اپنے مطلب کو اس میں پوری طرح ظاہر نہ کر سکتا۔ اس لیے اللہ تعالےٰ نے خود اپنی طرف سے عرضی کا مضمون بتلا دیا تاکہ اس کی شان کے مناسب ہو، اور بندہ کے لیے سب سے زیادہ ضروری اور جامع بھی ہو۔

(وعظ حضرت تھانویؒ)

س ۔ نماز میں رکوع کیوں فرض ہے

جواب :۔ رکوع سے پہلے بندہ نے جو درخواست پیش کی تھی ، ربُّ العالمین

Scanned with CamScanner

نے اسکو قبول فرمایا۔ چنانچہ حدیث میں آ [illegible] بند [illegible] ب اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھ کر سورۃ کو ختم کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے بندے تیری درخواست قبول ہوئی اور تیرے سوال کو ہم نے پورا کیا۔ اس قبولیت اور جواب کے شکریہ میں بندہ نے رکوع کیا اور فوراً اپنے سر کو جھکا کر کمر سامنے کر دی۔ کہ اے میرے مالک تیرے غلام کا یہ ناقص سر اور کمر حاضر ہے میں اس کا شکریہ کیسے ادا کر سکتا ہوں۔ بندہ اس سے بالکل عاجز ہے۔ یہ سر بھی تیرے سامنے موجود ہے تو اس میں جو چاہے خیال پیدا کر دے اور یہ کمر بھی حاضر ہے تو اس میں جس قدر چاہے عمل کرنے کی قوت دیدے۔

جواب (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس وقت نمازی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس کے تمام گناہ جمع کر کے گٹھڑی کی شکل میں اس کے سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ جب انسان رکوع میں جاتا ہے تو سارے گناہ سر کے اوپر سے گر جاتے ہیں۔ (کنز العمال)

رکوع کے بعد نمازی گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ بندہ خوش ہو کر مقصد پورا کرا کے زبان سے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ سن لیا، مولا نے جو کچھ اس کی بارگاہ میں درخواست کی گئی۔ کہتا ہوا کھڑا ہو جاتا۔

سوال:۔ جب رکوع سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو اب سجدہ کی کیا ضرورت ہے۔؟

جواب:۔ حضوری میں کھڑے رہنے اور گناہوں سے پاک صاف رہنے کی وجہ سے ایک خاص حالت طاری ہوئی۔ قرب الٰہی کے انوار کا اثر نورانیت اور کچھ

طمانیت حاصل ہوئی اس لیے فطری طور پر انسان کو خیال ہوا کہ جب دُور سے حاضری میں یہ کیفیت ہوئی۔ تو نزدیک کی حاضری میں نورانی کیفیت میں کس قدر زیادتی اور ترقی حاصل ہو گی۔ اس لیے اس کی فطرت نے تقاضا کیا کہ اب نزدیک کی حاضری دینی چاہیے اور دنیا میں رب العالمین کی نزدیکی سجدہ کے سوا اور کسی شکل میں ممکن نہیں تھی۔ اس لیے انسان نزدیک ترین قرب حاصل کرنے کے لیے سجدہ میں گر گیا۔ کیونکہ سجدہ کرنے والا اللہ کے قدموں میں سجدہ کرتا ہے۔

اَنَّ السَّاجِدَ یَسْجُدُ فِیْ قَدَمِیِ الرَّحْمٰنِ ط (جامع صغیر سیوطی)

سوال:۔ سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کیوں مقرر ہوا؟

جواب:۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ (پاک ہے میرا رب جو سب بڑوں کا بڑا ہے) اعلیٰ اس کو کہتے ہیں جس سے کمال کی ابتداد (شروع) ہو اور کمال کی انتہا بھی اسی پر ہو جائے۔ کیونکہ انسان کو اس نے قطرہ منی کی شکل میں مٹی سے پیدا کیا اور پھر اس گندے اور ناپاک پانی کو کتنا بڑا کمال بخشا کہ اپنے خاص دربار کی حاضری کا موقع عنایت فرمایا۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اس لیے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر انسان اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ! تو نے ہی یہ کمال بخشا کہ قطرہ پانی سے مجھ جیسا انسان پیدا کیا۔ اور انتہائی کمال یہ بخشا کہ مجھ جیسے ذلیل اور ناپاک کو اپنے خاص دربار میں حاضری کا شرف بخشا۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، یعنی تو ہی اے اللہ شروع میں کمال بخشنے والا ہے اور تو ہی آخر میں کمال پر پہنچانے والا ہے۔ اس اقرار کے بعد خالق نے ارشاد فرمایا اے میرے بندے

اٹھ اور سب کو دکھا کہ تیرے رب نے کس طرح خاک اور مٹی جیسی ذلیل چیز سے پیدا کر کے کس درجہ پر پہنچایا۔ بندہ، اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کہتا ہوا سجدہ سے سر اٹھاتا ہے۔

سوال :۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کیوں مقرر ہوا۔ اس کے برعکس کیوں نہ مقرر کیا گیا۔

جواب :۔ اس لیے کہ رکوع میں انسان صرف جھک جاتا ہے اور پوری عاجزی و انکساری رکوع سے ادا نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ صرف یہ کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑا ہے) اور سجدہ میں انسان انتہائی عاجزی اور انکساری سے پیش آتا ہے کہ اس سر کو زمین پر رکھ دیتا ہے جو سب اعضاء کے بالکل برعکس ہمیشہ اوپر کو رہتا ہے۔ تو جب انسان نے انتہائی عاجزی پیش کر دی اور بندگی کا پورا پورا اقرار کر لیا تو اب یوں کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ۔ پاک ہے میرا رب جو بہت زیادہ بڑا ہے۔

سوال :۔ ہر رکعت میں دوسرا سجدہ کیوں ضروری ہے؟

جواب :۔ (۱) کیونکہ پہلے سجدہ کے بعد انسان پورے پورے کمال تک پہنچ گیا یعنی بادشاہ کے خاص درباریوں میں داخل ہو گیا۔ اور اس خاص قرب پر اندیشہ تھا کہ کہیں شیطان کی طرح مغرور نہ بن جائے۔ اس لیے اس کو پھر حکم ہوا کہ دوبارہ سجدہ کرو۔ اس پاک زندگی پر مغرور نہ ہو جیو کیونکہ ہم نے تجھ کو اس خاک سے پیدا کیا اور دوبارہ اسی خاک میں ملا دیں گے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ۔ (پ۱۶) کیونکہ جس شخص کو اپنی اصلیت پر نظر رہتی ہے وہ بہت کم متکبر ہوتا ہے۔ محمود غزنوی کے غلام

ایاز کو جب خاص درباری ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تو روزانہ وہ اپنے کھرپے اور جالی کو دیکھ لیا کرتا تھا کہ دیکھ یہ تیری اصل ہے ۔ تو اس درجہ سے یہاں تک پہنچا ہے کہ بادشاہ کے نزدیک تیرے برابر کوئی بھی آدمی نہیں ۔

جواب (۲) جب اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے نہیں کیا ۔ اس پر اللہ نے اُس کو ملعون کیا فرشتوں نے سجدہ سے اُٹھ کر شیطان کو دیکھا کہ حکم نہ ماننے پر ذلیل و ملعون ہو گیا۔ تب فرشتوں نے خدا کی اس توفیق پر شکریہ کے لیے سجدہ کیا ۔ وہی دونوں سجدے اللہ نے رکعت میں مقرر کر دیئے تاکہ نمازی کو تمام فرشتوں کی اس عبادت کا ثواب حاصل ہو جائے ۔

جواب (۳) نماز کا پہلا سجدہ خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ہے دوسرا سجدہ لعنت سے بچنے کا قلعہ اور رحمت الٰہی کا شامیانہ ہے ۔

سوال :۔ دوسرے سجدے کے فوراً بعد سیدھے کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے

جواب :۔ کیونکہ ان دو سجدوں میں انسان کی دو حالتیں ظاہر کی گئی ہیں ۔ اوّل سجدے سے اس کی پیدائش معلوم کرائی گئی کہ ہم نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ۔ دوسرے سجدے سے بتلایا گیا کہ دیکھ اسی طرح پیدا کرنے کے بعد پھر اسی طرح ہم تم کو موت دے کر دوسری دفعہ مٹی میں ملا دیں گے اور تیسری مرتبہ مرنے کے بعد پھر اس مٹی سے قیامت میں زندہ کر کے کھڑا کریں گے ۔

اس چیز کی یاد تازہ کرنے کے لیے بندہ اللہ اکبر کہتا ہوا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا ۔

Scanned with CamScanner

سوال : - قیام (کھڑے ہونے) کے بعد رکوع و سجدہ وغیرہ اس ترتیب کی کیا وجہ ہے ؟

جواب : - قیام بظاہر بڑائی کی صورت تھی، اس کا علاج رکوع سے کیا گیا۔ رکوع سے سر اٹھانے کا حکم ہوا کیونکہ جو بڑائی کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو پست اور ذلیل کرتے ہیں۔ اس قانون کی رعایت سے اس کو رکوع کا حکم ہوا۔ اور جو کوئی پستی اور عاجزی اختیار کرتا ہے اس کو اللہ تعالےٰ بلند کرتا ہے۔ اس لیے اس کو رکوع سے کھڑے ہونے اور سر کو نیچا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور جب بندہ کو یہ راز معلوم ہوا تو اس نے رکوع سے زیادہ پستی اختیار کی یعنی سجدہ میں گر گیا۔ اس پر اس کی عزت اور بھی بڑھا دی گئی اور حضوری اور دربار میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔ اس کو جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا کہتے ہیں۔ پھر دوسرا سجدہ کیا تو اس سجدہ کے عوض میں زیادہ دیر تک دربارِ عالیشان میں آرام سے بیٹھنا نصیب ہوا۔ جو دنیاوی بادشاہوں کے دربار میں کسی بھی درباری کو نصیب نہیں ہوتا۔ اور اس کے بعد پھر وہی رفعت اور بلندی یعنی قیام و بڑائی اللہ کی طرف سے عطا کی گئی۔

جواب (۲) اللہ کے دربارِ عالی میں تکبّر کرنے والا ہمیشہ کے لیے ذلیل ہوا کرتا ہے۔ اس لیے تکبّر کی صورت سے بھی اللہ تعالےٰ بیزار ہے اور جو بندہ جس قدر اللہ کے سامنے جھکے گا اور اپنی حالت اُس کے سامنے گرائے گا اتنا ہی ربّ العالمین اُس کو بڑا بنائے گا اور اونچا کرے گا مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فَقَدْ رَفَعَهُ اللّٰهُ نماز میں اوّل بندہ نے ملازموں کی صورت بنائی دستِ بستہ دربار میں حاضر ہو

کر گناہوں کی معافی کے لیے ربُّ العالمین کے حضور رکوع میں جھکا اور اپنی پیدائشی وضع اور ہیئت کے مقابلہ میں ایک ذلیل ہیئت اختیار کی۔ اِدھر بندہ نے اپنی حالت بگاڑی اُدھر اللہ نے اس کو اونچا کیا اور رکوع سے سیدھا کھڑا کر دیا۔ بندہ اس کو دیکھ کر زیادہ مرتبہ حاصل کرنے کے لیے رکوع سے زیادہ ذلیل صورت بنا کر سجدہ میں گر پڑا۔ اس کو پھر اور بھی زیادہ مرتبہ دیا، سجدہ سے اٹھا کر اپنے دربار میں بٹھا دیا۔ بندہ نے اللہ کے سامنے پھر پہلی سی صورت بنائی اور دوبارہ سجدہ میں گر گیا۔ خدا نے اس کو پھر اٹھایا اور سیدھا کھڑا کر دیا یا اٹھا کر اپنے دربار میں بٹھا دیا اور اخیر میں معافی اور جنّت کی جاگیر دے کر کچھ دیر کے لیے (دوسرے وقت تک) رخصت کر دیا۔

سوال:۔ نماز سے فارغ ہو کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ۔ کیوں مقرر کیا گیا؟

جواب:۔ یہ سلام کا لفظ بتاتا ہے کہ نمازی یہاں نہیں تھا بلکہ کہیں اور گیا ہوا تھا۔ اس لیے واپسی پر مسافروں کی طرح اس پر ضروری ہوا کہ حاضرینِ مجلس کو سلام کرے۔ چنانچہ فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ امام اپنے مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرے اور مقتدی اپنی اپنی طرف کے مقتدیوں اور امام اور فرشتوں کی نیت کرے۔

اجزاءِ نماز کی فضیلت

(۱) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) سب سے پہلی تکبیر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

(۲) ہر چیز کا کچھ جوہر اور خلاصہ ہوتا ہے، اور ایمان کا خلاصہ نماز ہے اور نماز کا

جوہر اور لُبِ لباب تکبیر اوّل ہے۔ (حدیث)

(۳) جب نمازی اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کی تکبیر زمین و آسمان کی ہر چیز کو خوش کر دیتی ہے۔

(۴) تکبیر اولیٰ جو امام کے ساتھ ادا کی جائے وہ ایک ہزار اونٹ کے صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ یعنی اس کا ثواب ایک ہزار اونٹ کے صدقہ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

قرأت:۔ قرآن شریف پڑھنا۔ (۱) جس نے نماز کے باہر قرآن مجید کا ایک حرف سنایا یا پڑھا اس کو دس نیکیاں ملیں گی دس گناہ معاف ہوئے دس درجے جنّت میں بلند ہوئے۔ اور جس نے نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھا اس کو ایک ایک حرف کے بدلے پچاس پچاس نیکیاں ملیں، پچاس گناہ اس کے نامۂ اعمال سے قلمزد کیے گئے، اور پچاس درجے اس کے جنّت میں بلند کیے گئے۔ جس نے کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھا اس کو ایک حرف کے بدلے سو سو نیکیاں ملیں سو گناہ معاف ہوئے اور سو درجے جنّت میں بلند کیے گئے۔

(مقولہ حضرت علیؓ)

(۲) حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ الٓمٓ میں الف ایک حرف ہے لام ایک حرف میم ایک حرف۔ پس جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر صرف الٓمٓ ہی پڑھا تو الف کے بدلے سو نیکیاں ملیں، سو گناہ معاف ہوئے، سو درجے بلند ہوئے۔ اسی طرح لام کے بدلے میں اسی طرح میم کے بدلے میں۔ گویا کہ صرف نماز کے اندر الٓمٓ کے بدلے میں تین سو نیکیاں لکھی گئیں، تین سو گناہ

معاف ہوئے تین سو درجے بلند ہوئے۔ جب نمازی نماز میں الحمد پڑھتا ہے تو اس کو ایک حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

(۳۴) اس شخص کی مثال جو امام کے ساتھ ساری الحمد میں شریک رہا ایسی ہے جیسے جہاد میں ابتدار سے شریک رہ کر کفار کے ملک کو فتح کیا۔ یعنی اسکو شروع سے اخیر تک جہاد کا ثواب ملے گا۔ اور مثال اس شخص کی جو امام کے ساتھ الحمد کے اخیر میں شامل ہوا، ایسی ہے جیسے کوئی شخص فتح ہونے کے بعد مالِ غنیمت کی تقسیم میں آکر شریک ہوگیا۔ اور اس میں فرق کی شرح اس قصہ سے اچھی طرح معلوم ہو گی کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے روانہ فرمایا تمام لشکر تو چلا گیا لیکن یہ صحابی اس خیال سے مدینہ میں رُک گئے کہ شاید اب کی دفعہ جہاد میں شہید ہو جاؤں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھنی نصیب ہو یا نہ ہو۔ اسلیے اپنی عمر کا آخری جمعہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مسجد نبوی میں ادا کرتا جاؤں محض آپ کے پیچھے جمعہ پڑھنے کے خیال سے آپ لشکر کے ساتھ روانہ نہ ہوئے۔ جب جمعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے ان سے نہ جانے کا سبب دریافت فرمایا۔ انھوں نے اپنے اس خیال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرایا اور کہا کہ بس اب جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اے عبداللہ اس لشکر کے لوگوں میں اور تم میں پانچ سو سال کا فرق ہوگیا۔ یعنی چند گھنٹوں میں اور ان میں اتنا بڑا فرق ہوگیا۔

(تاریخ اسلام ومشکوٰۃ)

قیام

(نماز میں کھڑا ہونا۔) (۱) جب تک کہ بندہ نماز میں کھڑا رہتا ہے اس کے سر پہ نیکیاں بارش کی طرح برسائی جاتی ہیں۔

(جامع صغیر سیوطیؒ)

(۲) جس وقت بندہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جتنے بھی پردے اللہ اور بندے کے درمیان روحانی طور پر حائل ہوتے ہیں سب ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ ؎

میانِ عاشق ومعشوق ہیچ حائل نیست
خود میانِ خودی حافظ از میان برخیز

(۳) نماز میں لمبا قیام کرنا موت کی سختی کو دور کرتا ہے۔

(۴) نماز میں زیادہ دیر تک کھڑے رہنا پُل صراط سے آسانی سے گزر جانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

رکوع

(۱) جب بندہ رکوع میں جاتا ہے تو اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کرنے کا ثواب پاتا ہے۔

(۲) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کی تسبیح کا اسقدر ثواب پاتا ہے کہ جیسے اس نے تمام آسمانی کتابوں کو تلاوت کیا ہو۔ اس میں توریت بھی آگئی، انجیل بھی، زبور بھی اور تمام قرآن شریف بھی۔

(۳) جب رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہے تو رحمٰن و رحیم اس نمازی کو اپنی خاص رحمت کے ساتھ دیکھتا ہے۔

(شرح اربعین نودیہ)

Scanned with CamScanner

سجدہ

(۱) بندہ سجدہ کی حالت میں جتنا اللہ کے قریب ہوتا ہے اسکو اتنا قرب اور کسی عبادت میں حاصل نہیں ہوتا۔ پس اس میں دعا زیادہ مانگا کرو۔ (مسلم شریف)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جنت میں میرے ساتھ رہنے کی خواہش رکھتے ہو تو میری مدد کرو سجدوں کی زیادتی کے ساتھ۔

(۳) اللہ کے نزدیک بندہ کی سب سے پیاری حالت یہ ہے کہ وہ سجدہ میں پڑا ہوا ہو اور اسکا منہ خدا کے سامنے مٹی پر رکھا ہوا ہو۔ (ترغیب)

(۴) آدم کا بیٹا جب سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا اور بھاگتا ہے اور کہتا ہے "افسوس انسان کو سجدے کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کر کے جنت خرید لی اور مجھے سجدے کا حکم ہوا، میں نے نافرمانی کی اور اس کے عوض جہنم کا مستحق ہوا۔

(۵) جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اس کو تمام جنات وانس کے شمار کے برابر ثواب ملتا ہے اور جب سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے تو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (شرح اربعین)

(۶) معدانؓ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے عرض کیا مجھے ایسا عمل بتلائیے جس کے کرنے کے بعد میں بلا تکلف جنت میں داخل ہو جاؤں اس سوال پر آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری مرتبہ دریافت کیا۔ آپ پھر خاموش رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ دریافت کیا تب آپ نے فرمایا، اس کی بابت میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Scanned with CamScanner

لازم کر تو اپنے اوپر اللہ کے واسطے زیادہ سجدے کرنے کو۔ کیونکہ تیرے ہر سجدے کے عوض میں ایک درجہ بلند فرمائیں گے اور ایک گناہ معاف فرمائیں گے۔

(مسلم شریف)

اشارہ

یعنی التحیات میں جو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہیں۔

(۱) حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور آپ اپنی انگلی کے ساتھ اس طرح اشارہ کرتے کہ آنکھ سے انگلی کو دیکھتے رہتے اور فرمایا کرتے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ کرنا شیطان پر زیادہ سخت ہے تلوار اور نیزہ مارنے سے۔ (مسند امام احمدؒ)

درود شریف

درود شریف کا مطلب ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت طلب کرنا، جو رحمت دینی و دنیاوی بھلائی کو شامل ہو۔

(۱) ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ ساری عمر میں ایک یا دو بار درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ جیسا کہ گواہی دینی آپ کی نبوت کی ساری عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ اور اس سے زیادہ درود شریف پڑھنا مسنون اور شعائرِ اسلام سے ہے۔

(۲) قاضی ابوبکرؒ کا قول ہے کہ فرض کیا اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر کہ وہ درود بھیجیں اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔

Scanned with CamScanner

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا پ۲۲

"اے ایمان والو! درود بھیجو آپؐ پر اور پورا پورا سلام۔"

(۳) امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اخیر التحیات میں درود شریف پڑھنا فرض ہے۔

(۴) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اخیر التحیات میں درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ اگر کسی مجلس میں کئی مرتبہ آپ کا نام نامی سُنے تو آپ کے نام کو سُن کر ایک دفعہ درود بھیجنا واجب ہے۔ اگر نہ پڑھے تو گنہگار ہوگا اور ہر دفعہ درود بھیجنا مستحب اور باعثِ ثواب ہے۔ (مظاہر حق)

(۵) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں دس رحمتیں اور دس گناہوں کی معافی اور دس درجے بلند فرماتے ہیں۔ (نسائی شریف)

(۶) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب رہنے والے وہ لوگ ہوں گے جن لوگوں نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہوگا۔ (ترمذی شریف)

(۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ نے بہت سے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے اور وہ اسی کام کے لیے زمین پر گھومتے پھرتے ہیں کہ مجھ کو میری امت کی طرف سے سلام پہنچا دیں۔

(۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے درود بھیجا مجھ پر اور کہا اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اس کے لیے

Scanned with CamScanner

میری شفاعت واجب اور لازمی ہو جاتی ہے۔ (مسند امام احمد)

(۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور بالکل اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ بھیجو۔ (ترمذی شریف)

التحیات جب نمازی التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھتا ہے تو اس کو صابرین کا ثواب ملتا ہے مثلاً ایوب علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یحیٰی علیہ السلام وغیرہ کے صبر کا ثواب ملتا ہے (مجالس سنیہ) یہ محض خدا کی دین ہے، وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ اللہ جس پر جو چاہے ثواب عنایت کر دے۔

سلام جب نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کے لیے اللہ تعالےٰ جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے کہ اب تجھ کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جا۔ (شرح اربعین نوویہ)

باجماعت نماز کے متعلق علماء کے خیالات

جماعت سے نماز پڑھنا فرض عین ہے (امام احمد ابو ثورؒ) (۲) جماعت فرض کفایہ ہے۔ (امام شافعیؒ) (۳) جماعت سنت مؤکدہ (واجب) کے قریب ہے۔ (امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالےٰ وغیرہم)

(۴) جماعت واجب ہے اور سنت اس کو اسلیے کہتے ہیں کہ اسکا ثبوت

شدت سے ہے۔ (صاحب فتح القدیر۔ صاحب بدائع و دیگر تمام احناف)

(۵) جماعت عذر و مجبوری کے ساتھ ساقط ہو جاتی ہے۔ (بالاتفاق)

مجبوریوں کی تفصیل

بیماری۔ ہاتھ پاؤں کا کٹا ہونا۔ اندھا ہونا۔ فالج گرپڑنا۔ انتہائی کمزوری۔ بارش۔ کیچڑ۔ جاڑے کی شدت۔ سخت اندھیرا ہونا خوفِ مال۔ خوفِ آبرو۔ خوفِ جان۔ پاخانہ کی حاجت، وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل علماء سے پوچھئے۔

جماعت کی حکمت عملی

ہمارا مذہب اسلام خالی عبادت ہی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ ہمارے دینی و دنیاوی معاملات یا اصلاحی و معاشی حالات کو بہتر سے بہتر بنانا چاہتا ہے۔ اور اصلاح معاشرت پانچ امور پر موقوف ہے (۱) اعتقادِ عدالتِ الٰہیہ یعنی قیامت کا اعتقاد (۲) ضعیفوں پر رحم (۳) اخلاص فی العمل (۴) سخاوت (۵) تعلق بالمرکز۔ یعنی مرکز کے ساتھ وابستہ ہونا۔ اس کی وابستگی بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مرکز جماعت مسجد ہے۔ امام جماعت کا صدر ہے۔ مؤذن اس کا سیکرٹری ہے اور نمازی ممبرانِ کمیٹی ہیں۔ یہ اسلامی جماعتی نظام اسقدر کامیاب نظام تھا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی نظام نہ آج تک بن سکا نہ آئندہ بن سکتا ہے۔ اسی لیے امام کی شرائط حسبِ ذیل رکھی گئیں۔

وہ علمیت میں اعلیٰ ہو۔ قابلیت میں اعلیٰ۔ سمجھداری اور دنیا داری میں یکتا ہو

حاشیہ صہ ۸۶ لہ اے اللہ اس کو ٹھہرا اس جگہ جو قیامت کے روز تیرے نزدیک مقرب ہے:

لہ اللہ تعالےٰ جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت کیلئے خاص کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے جلیل القدر ہیں:

Scanned with CamScanner

اخلاق و شرافت میں ممتاز ہو۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو امامت کے عہدے کا سب سے زیادہ حقدار بادشاہ یا اس شہر کا حاکم ہوگا جس طرح کہ آجکل میونسپل کمیٹی میں صدر ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔

اس جماعتی نظام میں ایک فائدہ یہ ہوگا کہ ہر محلّے کے رہنے والوں کو اگر کسی قسم کی تکلیف ہو تو پانچ وقت اہلِ محلہ کے جمع ہونے کی جگہ مسجد ہے۔ ان کا صدر (امام) وہاں موجود ہے ان کا سیکرٹری (مؤذن) وہاں موجود ہے۔ ممبرانِ کمیٹی (نمازی) وہاں موجود ہیں۔ ان سب سے ہر شخص اپنی تکلیف کا اظہار کرے۔ سب مل کر اس تکلیف کو دور کریں۔ اگر ان سے یہ نہ ہو سکے تو ہفتہ وار جمعہ کو شہر کی جامع مسجد میں شہر کے تمام فرزندانِ توحید کے اجتماع یا وارڈ کمیٹی کے ممبران اور صدروں کے اجتماع میں یہ اہلِ محلہ اس غریب کی شکایت پہنچائیں تاکہ سب مسلمان مل کر اس تکلیف کو دور کریں۔ اسی وجہ سے ہمارے بعض علماء نے لکھا ہے کہ تمام شہر میں بڑا مرکز یعنی جامع مسجد ایک ہونی چاہیے تا مسلمانوں کے مجمع میں جو بات طے پائے وہ کچھ وزن رکھے۔ لیکن افسوس مسلمانوں کے حال پر کہ جہاں اور اسلامی خوبیاں انہوں نے اپنے ہاتھوں دفن اور ضائع کر دیں وہاں یہ جماعتی مرکزیت بھی انہوں نے اپنے ہاتھوں فنا کر دی۔ اس نماز کی جماعت کو صرف مذہبی حیثیت دے دی۔ خدا کی قسم اگر آج ہم اس مرکزی نظام کے پابند ہوتے تو نہ ہم کو لیگ بنانی پڑتی نہ کانگریس میں شامل ہونے کی ضرورت ہوتی اور نہ کسی دوسری جماعت کی احتیاج ہوتی۔ وائے بر حال کہ ہمارے امام پانچ روپے کے تنخواہ دار ایک ایک روٹی محلہ سے فقیروں کی طرح مانگ کر لائیں۔ کپڑوں کی حالت سبحان اللہ۔ علمیت

وہ کہ جاہل بھی اس سے شرمائیں۔ جب آپ نے اپنے مذہبی صدر کی یہ پوزیشن کر لی ہو تو کیا پھر آپکا اجتماعی نظام قائم رہ سکتا ہے ؟

کیا ایک صدر کے لیے مندرجہ بالا اوصاف ہی لائق ہیں ؟
کیا آپ کی غیرتِ ملی کا یہی تقاضا ہے ؟
کیا ایسے صدر کی جماعت قائم رہ سکتی ہے ؟

گر بہ میر و سگ وزیر و موش را دیواں کنند :. ایں چنیں ارکانِ دولت ملک را ویراں کنند

سوچیئے آپ کہاں جا رہے ہیں اور اسلام کا کیا منشا تھا۔

ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا

وہ امامت کا عہدہ جس پر مدت العمر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے جلیل القدر فائز رہے ہوں آج آپ نے اس کی کیا قدر کی۔ خدارا کچھ سوچیئے۔

جماعت کی شرعی حکمت

جس شہر یا بستی میں تین آدمی ہوں اور وہ باجماعت نماز نہ پڑھیں ان پر شیطان ضرور غلبہ کرے گا۔ پس لازم پکڑو جماعت کو کیونکہ بھیڑیا اس بکری کو ضرور کھا جاتا ہے جو ریوڑ (گلہ) سے علیحدہ ہو جائے۔

باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب

جماعت سے نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔ یعنی تنہا نماز پڑھنے میں اگر دس نمازوں کا ثواب ملتا ہے تو جماعت

سے نماز پڑھنے میں دو سو ستر نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۲) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو دریافت فرمایا کہ فلاں شخص حاضر ہے؟ صحابہ نے عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں حاضر ہے؟ عرض کیا گیا نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ عشاء و فجر کی نمازیں منافقین پر سب سے زیادہ گراں ہوتی ہیں۔ اگر تم کو ان دونوں کا ثواب معلوم ہو جاتے تم ان نمازوں میں ضرور بالضرور پہنچو چاہے تم اتنے مجبور ہو جاؤ کہ گھٹنوں کے بل ہی چل کر آنا پڑے۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں سلیمانؓ بن حشمہ کو صبح کی نماز میں موجود نہ پایا اور اتفاقاً فارغ ہو کر اسی روز بازار تشریف لے گئے۔ بازار اور مسجد کے بیچ میں سلیمانؓ کا مکان پڑتا تھا حضرت سلیمانؓ کی والدہ شفاء راستہ میں مل گئیں۔ ان سے دریافت فرمانے لگے کہ میں نے آج صبح کی نماز میں تمہارے صاحبزادے سلیمانؓ کو نہیں دیکھا۔ کیا بات ہے۔ انکی والدہ حضرت شفاء نے فرمایا، اے امیر المومنین! سلیمان نے تمام رات نماز پڑھی اور صبح کے وقت نیند نے غلبہ کیا اس لیے سو گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ تمام رات سوؤں اور آرام کروں اور صبح کے وقت جماعت سے نماز پڑھوں۔ یعنی تمام رات عبادت کرنے سے جب کہ جماعت جاتی رہے، یہ بہتر ہے کہ تمام رات سو جاؤں اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں۔

(مؤطا امام مالکؒ)

جو لوگ دیندار ہو کر مذہبی یا سیاسی جلسوں میں تمام رات گذار دیتے ہیں اور صبح کی نماز چھوٹ کر جاتے ہیں۔ اس حدیث پر غور کریں اور اپنی حالت درست فرمائیں۔

تنہا (بغیر جماعت) نماز پڑھنے کی سزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ کسی کو کہوں کہ لکڑیاں اکٹھی کرے اور جب لکڑیاں اکٹھی ہو جائیں پھر نماز کا حکم کروں اور اذان دی جائے۔ پھر کسی کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں نہیں آئے اور اچانک ان کے گھروں کو آگ لگا دوں تاکہ اپنے ساتھ وہ بھی جل جائیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جماعت میں نہ آنے والوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ مسجد میں ان کو ایک موٹے گوشت کا ٹکڑا ملے گا یا دو اچھی کھُریاں ملیں گی تو عشار کی نماز میں ضرور پہنچیں۔ یعنی دنیا حاصل کرنے کے لیے ضرور پہنچیں لیکن آخرت کا ثواب اور قربِ خداوندی حاصل کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

(بخاری و مسلم)

مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب

(۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر جماعت سے نماز پڑھنے کو نکلا۔ اس کا ثواب اتنا ہے جتنا کہ احرام

باندھ کر حج کرنے والے کو ہوتا ہے اور جو شخص چاشت کی نماز پڑھنے کے واسطے نکلا اس کا ثواب عمرہ کرنیوالے کے برابر ہے۔ اور جو شخص نماز کے بعد دوسری نماز اس طرح ادا کرے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی بیہودہ بات نہ کرے تو اس کے اعمال علیین میں پہنچائے جاتے ہیں۔ یعنی وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک صالح اور دیندار ہے (ابوداؤد۔ مسند امام احمد)

(۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں کی ہر قسم کی تکلیف کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔

اوّل وہ شخص جو جہاد کے لیے نکلا۔ پس اس کا ذمہ ہے اللہ پر یہاں تک کہ اس کو وفات دے دے اور جنت میں داخل کر دے یا اسکو ثواب یا مالِ غنیمت دے کر واپس کر دے۔

دوسرا وہ شخص جو مسجد کی طرف گیا۔ اسکی ذمہ داری بھی اللہ کے ذمہ ہے کہ اسکی محنت اور ثواب کو ضائع نہیں کرتا۔

تیسرا وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام دے کر داخل ہوا۔ اس کی بھی ذمہ داری اللہ نے اپنے اوپر لی ہے اور اسکو اور اسکے گھر والوں کو ہر قسم کی خیر و برکت سے مالا مال فرمائیں گے۔ (ابوداؤد شریف)

(۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کسی کو مسجد میں آتا جاتا اور اسکی خبر گیری کرتا ہوا دیکھو تو تم گواہی دو اس کے ایمان کی۔ یعنی جو شخص مسجد میں نماز پڑھتا ہے۔ عبادت کرتا ہے اور وہاں رہ کر علوم دین کو پڑھتا یا پڑھاتا ہے، مسجد کی صفائی مرمت وغیرہ کرتا یا کراتا ہے تو تم اسکے لیے گواہی دو کہ یہ مومن ہے

ہے (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(۴) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دو اندھیرے میں مسجد آنے والوں کو کامل نور کی قیامت کے دن۔ یعنی اندھیرے میں مسجد کے اندر آنے والوں کو قیامت کے روز روشنی دی جائے گی۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مؤذن کی آواز سنی اور بغیر عذر کے مسجد میں نہ آیا تو یہ شخص جو بھی نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا عذر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا خوف یا بیماری۔ (ابوداؤد۔ دارقطنی)

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کے زمانہ میں جماعت وہ لوگ چھوڑتے تھے جن کا نفاق مشہور تھا اور جو چھپے ہوئے منافق تھے وہ لوگ بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض صحابہ جماعت کے اس قدر شوقین اور دلدادہ ہوتے تھے کہ باوجود بیمار ہونے کے بھی جماعت نہ چھوڑتے تھے۔ اگر خود چلنے کی طاقت نہ ہوتی تو آدمیوں کا سہارا لے کر جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ (مسلم شریف)

(۷) جس کا دل چاہے کہ وہ کل اللہ سے مسلمان ہو کر ملے، اس کو چاہیے کہ پانچوں نمازیں جماعت سے پڑھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر کر دیئے ہیں۔ اور جماعت سے نماز پڑھنا بھی انہی ہدایت کے طریقوں سے ہے۔ اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو گے تو اپنے نبی کی سنّت وطریقہ کو چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنّت کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور جو آدمی اچھی طرح پاک صاف ہو کر مسجد میں آکر جماعت سے

نماز پڑھتا ہے تو اسکے ہر قدم پر ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے، ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ اور جماعت قصداً بلا عذر چھوڑنے والا پکا منافق ہے۔ (مسلم شریف)

پیش امام کسی نماز میں زور سے اور کسی میں آہستہ قرآن کیوں پڑھتا ہے

جواب:۔ پیش امام دراصل صدر کی پوزیشن رکھتا ہے اور اس کی قرأۃ خطبہ صدارت کے قائم مقام ہے اسلیے امام کے حق ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اقرأ یعنی سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو تاکہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ اشاعتِ قرآن ہو سکے۔

ظہر کا وقت چونکہ عام لوگوں کے کاروبار کا ہوتا ہے اس میں تمام لوگ حاضر نہیں ہو سکتے، اس لیے جو موجود رہیں ان کے لیے کہا گیا کہ خالی امیر کی اطاعت کرو۔

عصر میں بھی زیادہ تر لوگ اپنے کاروبار میں منہمک رہتے ہیں وہ وقت بھی ایسا نہیں کہ خطبہ دیا جا سکے۔

مغرب کے وقت زیادہ تر لوگ گھر پر آجاتے ہیں اور فی الجملہ دن بھر کے کاروبار سے فارغ ہو جاتے ہیں، لیکن بعض لوگ دُور دراز کی کے باعث باہر ہی رہ جاتے ہیں، اس لیے اس میں بہت تھوڑی مقدار میں اشاعتِ قرآن کرائی گئی۔ مثلاً سورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ سے لے کر قرآن شریف کے ختم تک کی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھی جائیں۔ نیز دن بھر کی تکان اس چیز کے لیے مانع

تھی کہ لمبی قرأت کی جائے۔ اسلیے تھوڑی نماز رکھی گئی اور اس میں بہت مختصر قرأت رکھی گئی تاکہ عشاء سے قبل کوئی کھانا وغیرہ کھالیں اور کچھ آرام کرلیں۔

عشاء کے وقت سب لوگ حاضر ہوتے ہیں اس لیے طویل خطبہ کا وقت تھا۔ لیکن رات کا وقت ہے۔ کمزور ضعیف لوگ جماعت میں حاضر ہیں۔ اُدھر نیند کا وقت تھا، بعض لوگوں کو تہجد میں بھی اٹھنا ہوتا ہے، اس لیے اشاعتِ قرآن تو کی گئی لیکن مغرب سے کچھ زیادہ۔ سورۂ بُروج سے لے کر سورۂ اِقرأ کے ختم تک کوئی سی سورۃ جیسے وقت کا تقاضا اور حالات اجازت دیں۔ چھوٹی سورتیں بھی ہیں اور بڑی بھی۔ یہ صدر (امام) کی صوابدید پہ چھوڑا گیا جیسے مناسب ہو کرے۔

فجر اس وقت لوگ آرام سے غافل ہیں اور قریب قریب سب لوگ مسجد (مرکز) میں جمع ہیں۔ رات بھر آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہیں۔ دماغ بھی ہر قسم کے تفکرات اور پریشانیوں سے خالی ہے۔ اسلیے اشاعتِ قرآن خطبۂ صدارت کے لیے یہ بہترین وقت ہے۔ اس لیے اب صدر (امام) کو خوب دل کھول کر اشاعت قرآنی کرنی چاہیے۔ اور سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک جو سورۃ مناسبِ حال ہو پڑھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض مرتبہ صبح کی نماز میں تمام سورۂ بقرہ (۲½ ڈھائی پارے) تلاوت فرماتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں اکثر سورۂ یوسف تلاوت کیا کرتے تھے۔

نوٹ:- یہ حکمتیں اور جوابات عوام کو سمجھانے کے لیے دیئے گئے ہیں ورنہ اسکی

حقیقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ہمارے دماغ اسکی گہرائیوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں اور دراصل بندہ کی شان تو یہی ہے کہ مولا کے حکم کی اطاعت بے چون وچرا کرے چاہے وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ پس بہت ممکن ہے کہ یہ تمام جوابات غلط ہوں اور شاید صحیح بھی ہوں۔ بہرحال ہماری نظر ان پر نہ ہونی چاہیے۔ اگر سمجھ میں آجائے تو بہتر، ورنہ سمجھنے کے پیچھے نہ پڑنا چاہیے۔

موکّدہ سُنّتیں

صبح کی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں (مسلم) اگر دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کی جائیں تو ثواب میں صبح کی سنتیں بڑھ جائیں گی۔ علماء نے لکھا ہے کہ سب سے ضروری صبح کی سنتیں ہیں اور ان کے بعد دو سنتیں مغرب کی اور پھر ظہر کے بعد دو سنتیں اور پھر عشاء کے بعد کی دو سنتیں اور ان سب کے بعد ظہر کی چار سنتیں۔

ظہر کی سُنّتیں

(۱) جس نے چار رکعت ظہر کے قبل اور دو رکعت ظہر کے بعد پابندی سے پڑھیں، حرام کر دیا اللہ نے اس پر آگ کو۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(۲) ظہر کی اوّل چار سنتیں ایک سلام کے ساتھ ادا کرنے سے کھولے جاتے ہیں ان کے لیے آسمان کے دروازے۔ (ابوداؤد شریف)

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار سنتیں پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے، یہ ایسا وقت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میں میرا عمل صالح آسمان پر پہنچے اور مقبول ہو۔ (ترمذی شریف)

Scanned with CamScanner

عصر کی سُنّتیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رحمت کرے اللہ اس شخص پر جس نے عصر کے قبل چار رکعت پڑھیں یعنی یہ رکعت مستحب ہیں ضروری نہیں۔ (احمد۔ نسائی۔ ابو داؤد)

مغرب کی سنتیں

(۱) جس شخص نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں اسطرح پڑھیں کہ ان کے درمیانی وقت میں کوئی بُری بات نہیں کی تو اسکو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

نوٹ :۔ اس کو اوابین کی نماز کہتے ہیں۔

(۲) جس نے مغرب کے بعد دو رکعتیں بغیر دنیاوی بات کیے پڑھیں اس کی نماز علیین اعلیٰ میں پہنچائی جاتی ہے۔ (بیہقی)

عشار کی سُنّتیں

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھیں۔ بنایا جائے گا اس کے لیے جنّت میں گھر۔ چار رکعت ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد۔ دو مغرب کے بعد دو عشار کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

مسجد کے آداب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب داخل ہو مسجد میں تو یہ کہو:۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ :۔ "اے اللہ کھولدے میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے"۔

اور جب نکلو تم مسجد سے تو اسطرح کہو :۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

"اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے حلال روزی"۔ (مسلم)

(۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی شخص کو سُنو کہ وہ اپنی کھوئی

ہوئی چیز مسجد میں تلاش کر رہا تھا (یعنی لوگوں میں اعلان کر رہا تھا کہ میری فلاں چیز اگر کسی کو ملی ہو تو دیدے) تو تم اسکے جواب میں اس طرح کہو " اللہ تیری چیز تجھے واپس نہ کرے۔ کیونکہ مسجدیں اسلیے نہیں بنائی گئیں " (مسلم شریف)

(۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اس بدبودار درخت کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ انسانوں کی طرح فرشتوں کو بھی بدبو سے تکلیف پہنچتی ہے۔ یعنی جو لوگ کچے لہسن پیاز کھا کر حقہ سگریٹ پی کر فوراً منہ صاف کیے بغیر مسجد میں آجاتے ہیں انکو احتیاط چاہیے میرے نزدیک اگر ایسے لوگ پان کھالیں تو منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔

(۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، میرے اوپر میری اُمت کے اعمال پیش کئے گئے اچھے بھی اور بُرے بھی پس میں نے اچھے اعمال میں یہ عمل پایا کہ راستہ میں سے تکلیف دینے والی چیزیں ہٹا دی جائیں۔ مثلاً کیلا کا چھلکا۔ پتھر کانٹے وغیرہ۔ تاکہ راستہ چلنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے اور بُرے عملوں میں سے ایک بُرا عمل یہ بھی ہے کہ مسجد میں تھوک یا کوڑا وغیرہ پڑا ہو تو اسکو صاف نہ کرے۔

(مسلم شریف)

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلّوں میں مسجدیں بنانے کا۔ اور یہ کہ مسجدوں کو صاف رکھا جائے اور خوشبو وہاں پر بسائی جائے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

لیکن ہم ٹائیل لگا دیں گے۔ جھاڑ فانوس لٹکا دیں گے اور خوشبو کی کسی کو بھی توفیق نہیں ہوتی۔

(۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ مجھے حکم نہیں دیا گیا، مسجدوں کے اونچی اونچی بنانے کا اور انکو زینت دینے کا۔ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تم ضرور زینت دو گے اپنی مسجدوں کو جس طرح زینت دی ہے یہود و نصاریٰ نے اپنے اپنے عبادت خانوں کو۔ (ابوداؤد شریف)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ پیشگوئی ہے کہ تم ضرور مسجدوں کو منقش کروگے سونے کا پانی چڑھاؤ گے، ٹائیل لگاؤ گے۔ چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بحرف اس وقت صحیح ہے۔

(۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ لوگ بڑی بڑی مسجدیں بنائیں گے اور ان کو بڑائی کی وجہ سے سجائیں گے تاکہ لوگ انکی تعریف کریں کہ میاں فلاں آدمی یا فلاں محلہ والوں نے بڑی شاندار مسجد بنائی۔ (نسائی۔ ابوداؤد)

(۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جب تم جنت کے باغیچوں سے گذرا کرو تو وہاں سے کھالیا کرو۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ جنت کے باغیچے کیا ہیں؟ فرمایا مسجدیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اور کیا کھایا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو۔ (ترمذی)

(۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مسجد میں جس نیت سے جاتا ہے اس کو ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

یعنی اگر ثواب حاصل کرنے کی غرض سے آیا تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر وہاں دنیاوی غرض سے پہنچا تو معصیت میں گرفتار ہوگا۔ اس لیے گھر ہوتے ہوئے محض

Scanned with CamScanner

آرام کی غرض سے مسجد میں آنا اور وہاں آکر اپنی دنیاوی پنچائت لگانا جائز نہیں ۔

(۱۰) منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں گندے اور جھوٹے شعر پڑھنے سے اور خرید و فروخت کرنے سے ۔ (ابوداؤد ۔ ترمذی)

(۱۱) منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے سے ۔ (ابوداؤد)

(۱۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہوا دیکھو تم اسطرح کہو لَا یَنْفَعُ اللّٰہُ تِجَارَتَکَ "یعنی نہ نفع دے اللہ تیری تجارت میں " (ترمذی شریف ۔ دارمی شریف)

(۱۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری اس مسجد میں صرف نیک کام سیکھنے یا سکھانے کے لیے آیا، پس وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے ۔ یعنی جو شخص مسجد میں فقہ یا قرآن شریف کا ترجمہ یا حدیث سننے یا پڑھنے کے آیا ہو اسکو جہاد کا ثواب ملتا ہے ۔ اور جو شخص دینی کام کے علاوہ کسی اور غرض سے آیا اسکی ایسی مثال ہے جیسے کہ دیکھتا ہو غیر کے سامان کو ۔ (بیہقی ۔ ابن ماجہ شریف)

(۱۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب کہ وہ اپنی دنیاوی باتیں مسجد میں کریں گے ۔ پس نہ بیٹھنا تم انکے پاس کیونکہ ایسے لوگوں سے اللہ تعالےٰ بیزار ہے ۔ (بیہقی)

(۱۵) سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ نبوی میں سو رہا تھا ۔ میرے کسی نے کنکری ماری ۔ میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے ۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا جاؤ ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس بلالاؤ

Scanned with CamScanner

میں ان دونوں آدمیوں کو آپ کے پاس لے آیا۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں زور سے بولتے ہو۔ یعنی مسجد میں بلند آواز سے بولنے کو منع فرمایا۔ (بخاری شریف)

اس لیے مسجد میں ادب کے ساتھ بہت ہلکی آواز سے بولنا چاہیے اللہ کے بندو! وہ مسجد ہے چوپال نہیں۔ اس مسئلہ میں بہت سے وہ لوگ جو اپنے آپ کو دیندار سمجھتے ہیں وہ بھی احتیاط نہیں کرتے پھر جاہلوں کا کیا کہنا۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی (آمین)

آخری گذارش

میں اپنے احباب اور حضرات علماء کرام سے مودبانہ گذارش کرتا ہوں کہ جو کوئی میری غلطی انکی نظروں سے گذرے وہ مجھ تک پہنچا دیں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں انکے حوالے سے اسکی تصحیح کر دی جائے گی۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

ضمیمہ

وضو، غسل اور نماز کے مختصر مسئلے

وضو کا بیان

وضو میں چار فرض ہیں۔ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لو تک منہ دھونا۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ اور وضو میں گیارہ سنتیں ہیں۔ وضو کی نیت کرنا۔ شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔ پہلے دونوں ہاتھ کلائی تک دھونا۔ کلی کرنا۔ مسواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ تین تین بار دھونا۔ سارے سر اور کانوں کا مسح کرنا۔ ڈاڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔ لگاتار اس طرح دھونا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے، اور دوسرا دُھل جائے۔ ترتیب وار دھونا کہ پہلے منہ دھوئے پھر سر کا مسح کرے پھر پیر دھوئے۔

فائدہ: سنّت کے چھوڑنے سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور آخرت میں گرفت کا خوف ہے۔

مستحبّاتِ وضو | یہ چیزیں وضو میں مستحب ہیں۔ گردن کا مسح کرنا۔ قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا۔ کلمۂ شہادت پڑھنا۔ مَل مَل کر دھونا۔ داہنی طرف سے شروع کرنا۔ بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ وضو میں دوسرے سے مدد نہ لینا۔

مکروہاتِ وضو | وضو میں یہ چیزیں مکروہ ہیں۔ ناپاک جگہ وضو کرنا۔ سیدھے

ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا۔ خلاف سنت وضو کرنا۔ پانی زیادہ بہانا۔ زور سے چھپکے مارنا۔

نواقض وضو ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پاخانہ۔ پیشاب۔ منی۔ مذی۔ ہوا کا نکلنا۔ خون یا پیپ نکل کر بہہ جانا۔ منہ بھر کے قے آنا۔ ٹیک لگا کر سو جانا۔ مست یا بیہوش ہو جانا۔ رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

فائدہ:۔ نماز میں سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر عورت سجدہ میں سو جائے اور اسطرح سجدہ کر رہی ہو جیسا اس کے لیے شرع میں آیا ہے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

غُسل کا بیان

موجبات غُسل ان چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے:۔ سوتے میں یا جاگتے میں شہوت سے منی نکلنا۔ حیض ختم ہونا۔ نفاس بند ہونا۔

فائدہ:۔ حیض اس خون کو کہتے ہیں جو ہر مہینہ ہر عورت کو آتا ہے۔ نفاس وہ خون ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے۔

فرائض غسل غسل میں تین فرض ہیں۔ کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ تمام بدن پر ایک مرتبہ پانی ڈالنا۔ **انتباہ:**۔ اگر کوئی شخص جان کر یا بھول کر غسل میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا چھوڑ دے یا سارے جسم میں بال برابر بھی سوکھا رہ جائے تو جب تک کلی نہ کرے یا ناک میں پانی نہ ڈالے یا اس خشک

جگہ کو نہ دھوئے اس وقت تک غسل نہ ہوگا۔ اگر اس ناقص غسل سے کوئی نماز پڑھ لی تو اس کا لوٹانا بھی اس کے ذمہ فرض ہے۔

سُننِ غسل غسل میں یہ باتیں سنت ہیں:۔ پہلے لگی ہوئی نجاست کو دھونا اور استنجا کرنا۔ پھر پاک ہونے کی نیت کرنا۔ وضو کرنا۔ سارے بدن پر پانی بہانا۔ بدن کو اچھی طرح ملنا۔

جمعہ اور عید اور بقرعید کا غسل جمعہ کے روز نماز سے پہلے دونوں عیدوں کو اور احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔ اور جو کافر مسلمان ہونا چاہے اسے بھی غسل کرا دینا چاہیے

تیمم کا بیان

تیمم کس صورت میں جائز ہے جس کو وضو یا غسل کرنے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے یا بیماری بڑھنے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو یا رسی ڈول یعنی پانی نکالنے کا سامان موجود نہ ہو یا دشمن کا خوف ہو یا سفر میں پانی ایک میل کے فاصلے پر ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے۔

تیمم کا طریقہ تیمم میں نیت فرض ہے۔ یعنی نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کے لیے تیمم کرتا ہوں۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارے۔ پھر ہاتھ جھاڑ کر منہ پر ملے اور جتنا حصہ

منہ کا وضو میں دھویا جاتا ہے، اتنے حصہ پر ہاتھ پہنچا لے۔ پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر کہنیوں تک ملے اور انگلیوں کا خلال بھی کرے۔ وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں ہے اور جتنی پاکی وضو اور غسل سے ہوتی ہے اتنی ہی تیمم سے ہو جاتی ہے۔ اگر بیس سال بھی پانی نہ ملے تو تیمم ہی کرتا رہے۔

نوٹ:- پتھر پر تیمم جائز ہے اس پر غبار ہو یا نہ ہو۔ اور کپڑے پر جائز نہیں۔ بعض ریل پر سفر کرتے ہوئے پانی نہ ملنے پر اسی چادر وغیرہ پر تیمم کرتے ہیں، یہ جائز نہیں۔

نواقض تیمم

جو چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی کا ملنا یا اس کے استعمال پر قادر ہی تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

نماز کا بیان

نماز کے وقتوں کا بیان

فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے اور ظہر کا وقت سورج ڈھل جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک ہر چیز کا سایہ اس سے دگنا نہ ہو اس وقت تک باقی رہتا ہے۔

تنبیہ:- دو چند سایہ سے مراد اصلی سایہ کے علاوہ ہے۔ سایہ اصلی وہ ہے جو عین زوال کے وقت ہوتا ہے۔ ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج چھپنے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن جب سورج زرد ہو جائے تو عصر کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ جب سورج چھپ

جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق غروب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ اور عشاء کا وقت غروب شفق سے لیکر صبح صادق تک ہے۔ لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق طلوع ہونے تک ہے۔

رکعتوں کا بیان

فجر کی نماز میں دو رکعتیں فرض ہیں اور فرضوں سے پہلے دو رکعت سنّت ہیں۔ ظہر کے اندر چار فرض سے پہلے چار اور دو رکعتیں فرضوں کے بعد سنّت ہیں۔ اور عصر کے صرف چار فرض ہیں اور مغرب کے تین فرض ہیں۔ اور ان کے بعد دو سنّتیں ہیں۔ عشاء کے چار فرض اور ان کے بعد دو سنّت اور تین رکعت وتر واجب ہیں۔ جمعہ کے دو فرض اور چار سنّت فرضوں سے پہلے اور چھ رکعت فرضوں کے بعد سنّت ہیں۔ اور رمضان شریف کے مہینے میں ہر روز تراویح کی ۲۰ رکعت سنّت ہیں۔ **فائدہ**:۔ ہم نے یہ سب مؤکدہ سنّتیں ذکر کی ہیں۔ عید اور بقر عید کی دو رکعت واجب ہیں۔

ضروری مسئلہ:۔ اگر فرض جماعت کھڑی ہو جائے اور کسی نے جمعہ یا ظہر کی سنّتوں کی نیت باندھ لی ہو تو سنّتیں پوری کر کے جماعت میں شریک ہو اور اگر ابھی سنّتوں کی نیت نہ باندھی ہو تو سنّتوں سے پہلے فرض پڑھ لے اور سنّتیں بعد میں پڑھے۔ اور فجر کی سنّتیں جب تک ایک رکعت فرض ملنے کی امید ہو کسی جگہ آڑ میں پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔ ورنہ جماعت میں شرکت کر لیوے اور سنّتیں بعد طلوع آفتاب پڑھے۔

فرائض نماز

نماز میں چودہ فرض ہیں۔ بدن پاک ہونا کپڑوں کا پاک ہونا

ستر، یعنی مردوں کو ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کو چہرے اور ہتھیلیوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کا ڈھکنا فرض ہے۔ نماز کی جگہ کا پاک ہونا نماز کا وقت ہونا قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ نماز کی نیت کرنا تکبیر تحریمہ۔ قیام، یعنی کھڑا ہونا۔ قرأت، یعنی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورۃ پڑھنا۔ رکوع کرنا سجدہ کرنا۔ قعدۂ اخیرہ۔ اپنے ارادہ سے نماز ختم کرنا۔

نوٹ:۔ اگر ان میں سے کوئی چیز بھی جان کر یا بھول کر رہ جائے تو نماز نہ ہو گی۔

واجباتِ نماز

ذیل کی چیزیں نماز میں واجب ہیں: الحمد پڑھنا اور اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا۔ فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔ رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہونا۔ دو سجدوں کے درمیان کم از کم ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کے برابر بیٹھنا۔ پہلا قعدہ کرنا۔ التحیات پڑھنا۔ لفظِ سلام سے نماز ختم کرنا۔ ظہر و عصر میں امام کو آہستہ قرأت پڑھنا، مغرب و عشار کی پہلی دو رکعتوں اور فجر، جمعہ و عیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قرأت بلند آواز کے ساتھ۔ وتر میں دعاء قنوت پڑھنا عیدین میں چھ تکبیرات کہنا ان واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دے تو نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

نوٹ:۔ مغرب و عشار کی دو رکعتوں اور فجر کی دونوں رکعتوں میں اور اسی طرح تراویح میں قرأت اونچی آواز کے ساتھ پڑھنا امام کے لیے واجب ہے اور تنہا نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے چاہے آہستہ پڑھے چاہے آواز سے۔

سجدۂ سہو کا بیان

کسی واجب کے سہواً چھوٹ جانے یا دوبارہ ادا

ہوجانے یا کسی فرض میں تاخیر ہو جانے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ سجدہ سہو کی صورت یہ ہے کہ التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور پھر التحیات اور درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔ عید الفطر، عید کی نماز اور ہر بڑی جماعت کے وقت سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے۔

نماز کی سنتیں یہ چیزیں نماز میں سنت ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔ مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینہ پر ہاتھ باندھنا۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھنا۔ اَعُوْذُ اور بسم اللہ پوری پڑھنا۔ رکوع اور سجدہ کرتے وقت بلکہ ہر ایک رُکن کے منتقل ہونے تک اللہ اکبر کہنا۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کم از کم تین مرتبہ کہنا اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔ اور سجدہ میں ناک کی طرف نگاہ رکھنا۔ سات اعضاء پر سجدہ کرنا۔ دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے لیے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور سیدھا پاؤں کھڑا کرنا اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر کولھوں پر بیٹھنا۔ درود شریف پڑھنا۔ درود کے بعد دُعا پڑھنا۔ سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا۔ سلام میں فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرنا۔ اگر مقتدی ہو تو امام کے پیچھے ہونے کی صورت میں دونوں سلاموں میں امام کی نیت کرے اور اگر امام کے دائیں بائیں ہو تو جدھر امام ہو اس سلام میں اس کی نیت کرے۔

نوٹ: سنتوں کے چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اور نہ نماز فاسد ہوتی

ہے۔ لیکن قصداً کسی سنت کو چھوڑ دینا گناہ ہے اور ثواب میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔

مکروہات نماز یہ چیزیں نماز میں مکروہ ہیں:۔ کوکھ پر ہاتھ رکھنا، آستین سے باہر ہاتھ نکالے رکھنا۔ کپڑا اسمیٹنا۔ جسم یا کپڑے سے کھیلنا۔ انگلیاں چٹخانا۔ دائیں بائیں گردن موڑنا۔ عورت کو جوڑا گوندکر انگڑائی لینا۔ کُتّے کی طرح بیٹھنا۔ سجدے میں ہاتھ زمین پر بچھانا۔ پیٹ کو رانوں سے ملانا۔ بغیر عذر کے چارزانو (آلتی پالتی مار کر بیٹھنا)، امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا۔ صرف امام یا مقتدیوں کا ایک ہاتھ کی بلندی پر کھڑا ہونا۔ صف سے علیحدہ تنہا کھڑا ہونا۔ سامنے یا سَر پر تصویر ہونا۔ تصویر والے کپڑے سے نماز پڑھنا۔ کندھوں پر کوئی چادر یا کوئی کپڑا لٹکانا۔ پیشاب پاخانہ یا بھوک کے وقت نماز پڑھنا۔ سر کھول کر نماز میں کھڑا ہونا۔ عالِم ہونتے ہوئے جاہل کو امام بنانا۔ منہ میں روپیہ پیسہ یا اور کوئی چیز رکھ کر نماز پڑھنا جس کی وجہ سے قرأت سے مجبور نہ ہو۔ ورنہ اگر قرأت سے مجبور ہو جائے تو نماز ہی نہ ہوگی اور آنکھیں بند کرنا۔

مفسداتِ نماز حسب ذیل چیزوں سے نماز جاتی رہتی ہے:۔ جان کر یا بھول کر بات کرنا۔ سلام کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔ اذان کا جواب دینا۔ اپنے امام کے سوا اور کو لقمہ دینا۔ خوشی کی بات سُن کر الحمد للہ کہنا۔ غم کی خبر سُن کر اِنّا للہ الخ پڑھنا۔ آہ یا اُف کرنا۔ قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔ نماز کے اندر کھانا پینا۔ دونوں ہاتھوں سے کچھ کام کرنا۔ قبلہ کی طرف سے سینہ پھیر لینا۔ کوئی فرض بغیر عذر کے چھوڑ دینا۔ سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اُٹھا لینا۔ امام سے آگے

Scanned with CamScanner

پڑھ جانا۔ آواز سے ہنسنا جس کو خود ہی سنے اور اگر پاس والے نے بھی سُن لی تو نماز اور وضو دونوں جاتے رہیں گے۔ آواز سے درد اور تکلیف کی وجہ سے رونا۔ قرآن شریف ایسا غلط پڑھنا جس سے معنی بدل جائیں۔ ایسی چیز کی دُعا مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے جیسے کھانا، کپڑا، بیوی مانگنا، کوئی عجیب خبر سُن کر سُبحان اللہ کہنا۔ ناپاک جگہ سجدہ کرنا۔

جمعہ کے احکام

جمعہ کی نماز فرض ہے جبکہ یہ شرطیں پائی جاتی ہوں (۱) تندرست ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) قصبہ کا ہونا (۴) مرد ہونا (۵) عاقل بالغ ہونا (۶) اندھا لنگڑا نہ ہونا (۷) ظہر کا وقت ہونا (۸) خطبہ (۹) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین آدمی جماعت میں ہونا۔ جمعہ کے روز خوشبو لگانا، اچھے کپڑے پہننا، مستحب ہے۔ پہلی اذان سے خرید و فروخت اور کاروبار چھوڑ کر مسجد میں آنا واجب ہے۔ جب دوسری اذان ہو اور امام خطبہ کے لیے چلے تو سب لوگ خاموش ہو کر سنیں امام دو خطبوں کے درمیان بمقدار تین آیت بیٹھے۔ خطبہ کے وقت بات کرنا، نماز پڑھنا، درود شریف، تسبیح یا اور کچھ پڑھنا جائز نہیں۔

جمعہ کی نماز کبھی نہ چھوڑو۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے بلا عذر جمعہ کو چھوڑ دیا وہ اس کتاب میں منافق لکھ دیا جائے گا جو کبھی نہ مٹے گی اور نہ بدلے گی +